TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222357
UNIVERSAL LIBRARY

OUP-881-5-8-74-15,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۳d۳۱۴ Accession No. U1786

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.

ان من الشعر لحکمۃً و ان من البیان لسحرا

للہ الحمد و المنۃ

دریں ایام مسرت انجام مجموعہ نازکخیالی و نتیجہ ابو الکمالی یعنے مسمی بہ

Checked 1074

کلیات اُردو

چکیدہ کلک جواہر سلک ناظم جادو مقال و شاعر عدیم المثال

معالیجناب مولانا میر علیشاہ صاحب کی مخاطب بامیر الشعرا

ملازم سلطان دکن خلد اللہ ملکہ و حشمتہ

[illegible] اُردو کے اہتمام سے [illegible] پریس طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

یون آنسوؤن کا ہے مرے نالا چڑھا ہوا — برسات مین ہو جیسے کہ دریا چڑھا ہوا

وہ مست ناز کیا سنے نالا مرا جسے — ہر دم ہو نشہ حسن کی مے کا چڑھا ہوا

یہ لوح سنگ یشب نہین سینے پر مرے — زخم جگر پہ ہے مرے پہاہا چڑھا ہوا

یون تاؤ دیکے رکھتا ہے موچھین وہ نوجوان — پستول کا ہو جیسے کہ گھوڑا چڑھا ہوا

اوس طفل کی کشش سے مجھے نیچا دکھائیگی — جسکا پتنگ سب سے ہے اونچا چڑھا ہوا

مین کانپتا ہون وصل کی شب رعب حسن سے — جاڑا ہے تپ کے تن مین مرے یا چڑھا ہوا

گرتا نہین ہے بحث سخن مین رقیب سے — فکر رسا ہے زورون پر اپنا چڑھا ہوا

ترکی ملون حبیب سے کیونکر کہ روز و شب

سر پہ وہان رقیب ہے رہتا چڑھا ہوا

ہو خانہ خراب دل لگی کا
کہو یا مرا لطف زندگی کا

پانی کا چراغ کب ہے جلتا
کیا شہرہ ہو شعر مدعی کا

بیکار ہے تیر جو ہوئے پر
ہے فخر ہنر سے آدمی کا

جز خانہ گور اے قناعت
مجکو نہ دکہانا گہر کسی کا

تن عشق مین خاک ہو بلا سے
کیا فکر ہے کوزہ گلی کا

غم سے ترے تنگ آکے ترکی
رکہتا ہے ارادہ خودکشی کا

کب کف دست عدو مین مرا دیوان ہوگا
بے بصر کسلیے آئینہ کا خواہان ہوگا

سرگین آنکہ مین دنبالہ جو کہینچا تم نے
جوہر قبضۂ شمشیر صفاہان ہوگا

جو معطر مری مجموعۂ اشعار سے ہے
نکہت گل سے دماغ اوسکا پریشان ہوگا

ناگنی زلف کی لٹ کو نہ مین کیونکر سمجہون
سانپ چہوٹا سا نہ کیا جان کا خواہان ہوگا

کیا تعلّی سے اڑیگا مرے آگے کاہی
منہ تڑائیگا جو خس باد سے پران ہوگا

کوئی کہتا ہے اگر اون سے کہ وہ ہے ترکی
کہتے ہین پہیرکے وہ منہ اجی ہان ہان ہوگا

رکہتا ہون سینہ مین دل رشید اجلا ہوا
گلخن مین جسطرح سے ہو دانا جلا ہوا

ہے اصل خاک ہے کہ زیادہ ہوا کرنت
خار اسے سخت دیکہا ہے لوہا جلا ہوا

اصلاح سے شگفتہ ہوگا فسردہ مغز
روغن سے کب جلے گا فتیلا جلا ہوا

مضمون تمام نظم مین تہا فرقت کی آگ کا
پڑہتے وہ کیا کہ تہا مرا نامہ جلا ہوا

تندہ ہون گرچہ پر ہے یہ سوز دروں کا حال
مرگہٹ مین جسطرح سے ہو مردا جلا ہوا

آہون سے تر کیا مرے چرخ سفید رنگ
ایسا ہے اب کہ جیسے ہو کولا جلا ہوا

گردون اوس سے کیا شفق کا جیسے ہو ہلال اولٹا
اوسے کیا جواب دون مین جو کرے سوال اولٹا

ہے اونکو مدعی سے یون ہی لاگ یا الہی
کہین چوٹے دکہا کر اوسے میرا گال اولٹا

مین سمجھ گیا کہ ترکی گل لالہ اوس نے مانگا
کہا شب جو اوس نے مجھسے کہ تو لا ہلال اولٹا

عاشق ہون کوے یار سے دور اور شکستہ پا
غمگین ہون غمگسار سے دور اور شکستہ پا

وہ بادہ خوار قابل رحمت ہے جو کہ ہو
یاران میگسار سے دور اور شکستہ پا

کیا پوچھتے ہو حال دل اوس دردمند کا
جو ہو دیار یار سے دور اور شکستہ پا

مدت سے ہو مین ترکی دلخستہ کیطرح
گلزار گلعذار سے دور اور شکستہ پا

ہے اگر حکم جان لینے کا
یہ ہے ارشاد ہان لینے کا

ہے فقط سیر باغ کی خواہش
گل نہین باغبان سے لینے کا

نام تک بہی تری جفا نہ سکا
نہین لے مہربان لینے کا

مرکے بہی قصد ہے کفن کہیچا
ایک جا درسی تان لینے کا

ہے مزا پڑ گیا مجھے بیڈہب
منہ مین اونکی زبان لینے کا

اپنا گھر بیچکر گلی مین تری
ہے ارادہ مکان لینے کا

دم نہ نکلے گا جب تلک میرا
دم نہین آسمان لینے کا

ترکی پیر سر کی جان بغیر
کچھ نہین وہ جوان لینے کا

گو سے عارض پہ نہین ہین یہ گیسو کالا | سانپ کالا ہے کہ یہ کوئی ہے بچہو کالا
مژہ چشم سیہ کا ترے پیکان کہا کر | اتنا دوڑا کہ ہوا دشت مین آہو کالا

ایک کالا نہین رکہتا ہے وہ کالے کتنے
خال کالا ہے مژہ کالی ہے گیسو کالا

خون مین یون کہاتا ہے جگر تن لاغر پس قتل | رقص جسطرح کرے گر کے بہنور مین تنکا
کیا صفائی مری جاروب حوادث سے ہوئی | کہ نظر بھی نہین آتا مرے گہر مین تنکا

خلش خار محبت ہے مرے سینہ مین
گر پڑا ہے کوئی یا زخم جگر مین تنکا

ہو راکہ اور بیضۂ ققنس مین کر جگہ | لیکن نہ قرب مردم ناکس مین گہر بنا
بد کا ہے بد سے رابطہ روز الست سے | ہے زاغ کا حوالی کرگس مین گہر بنا

ترکی جو ہے نصیب کا پہنچے گا ہر جگہ
متہرا مین گہر بنا کہ بنارس مین گہر بنا

تجہسے کب بیمار عشق لے چارہ گر اچہا ہوا | درد دل پیدا ہوا گر درد سر اچہا ہوا

اک نہ اک بیمار ہجران کو مرض لاحق رہا
دل بہا خون ہو کے گر زخم جگر اچہا ہوا

راست بازون سے نہین کرنیکا کجرو اختلاط | جب نہ تب شاخ شجر پر خس اولٹا جائیگا

ولہ

دم پیری پیام وصل یار آیا تو کیا آیا | جنون مین مژدۂ فصل بہار آیا تو کیا آیا
نہ بہیجا مرتے دم تک نامہ مہر و وفا لکھکر | ہمارے دفن کے بعد اونکا تار آیا تو کیا آیا
مین ہر شب خون روتا ہون تری محفل مین اور دشمن | اگر اک شب بچشم اشکبار آیا تو کیا آیا

نہ پایا چین اکدم زندگی مین قلب مضطر نے
لحد مین جا کے گر اوسکو قرار آیا تو کیا آیا

ترے کوچہ مین سو سو بار مین ہر روز جاتا ہون
تو برسون مین مرے گھر ایکبار آیا تو کیا آیا

جوانی اور پیری کھو کے اسے غافل دم مردن
خیال پرسش روز شمار آیا تو کیا آیا

نہ آیا اکیدن بھی جیتے جی وہ میری بالین پر
پس مردن اگر سوے مزار آیا تو کیا آیا

نہ کام آیا رقیبون کے کوئی شام مصیبت مین
دم صبح طرب ہر غمگسار آیا تو کیا آیا

شب فرقت مین کب اونکو یقین تھا میرے مرنیکا
جنازہ دیکھکر گر اعتبار آیا تو کیا آیا

گیا صحرا ئے تن سے جب نکل آہوے جان ترکی
پے نخچیر پھر وہ شہسوار آیا تو کیا آیا

بزبان ریختی حسب فرمایش حضرت جان صاحب

مینے تھی شوق سے جالی کی بنائی انگیا
پر وہ ڈھیلی ہی رہی چست نہ آئی انگیا

یون نہ ابھرے ہوے پستانو مین پہنی پیاری
چھاتیان لیکن تو اب تو نے سلائی انگیا

اور کپڑے تو گئے رات کو چوری باجی
بندہ پرور نے یہ بندی کی بچائی انگیا

مین نے مانگے کے دوپٹے تو ہین اوڑھے اکثر
پر نہین آج تلک پہنی پرائی انگیا

روئی رکھ لیتے ہین سینہ مین منڈا کر داڑھی
پہنتے مرد ہین جب سبکے لوگائی انگیا

کوڑہ کتنی ہے بڑی بی ذرا دیکھو مجھلی
چھوٹی کرتی کو کہا تب بھی نہ لائی انگیا

کس نے پہنی تھی کہ جاتی ہی نہین دودہ کی بو
مینے ململ کی کئی بار دھو لائی انگیا

سنبر کمخواب کی بی لالی نے شب کو سیکر
مجکو پہنائی تو کیا دن کو وہ بھائی انگیا

کیا جوانون کی طرح تنکے چلے ہے ترکی
کبھی کپڑا کبھی جو پہنی سے ہو گئی انگیا

مژگان سے رکیں اشک روان ہو نہیں سکتا
کانٹون سے تھمیں سیل روان ہو نہیں سکتا

سینہ مین تو ہو سوز غم اور آہ نہ نکلے
آتش سے نہ ظاہر ہو دھوان ہو نہیں سکتا

مژگان کا ترے وار کہان جائیگا خالی
چھیدے نہ جگر نوک سنان ہو نہیں سکتا

دلمین تو تپ عشق ہو اور سینہ مین سوزش
اس پر کبھی نہ ہو لب پہ فغان ہو نہیں سکتا

ہو تلملے دل سخت مین کب نام خدا نقش
ہیرے پہ کبھی خط کا نشان ہو نہیں سکتا

تازہ نہ یہین باغ جوانی یہ رہیگا
گلزار مین آئے نہ خزان ہو نہیں سکتا

لے لیتی ہین دل قحبۂ دنیا کی ادائین
اس زن سے بچین پیر و جوان ہو نہیں سکتا

ناحق مجھے دھمکاتی ہے محتالۂ دنیا
عورت سے ڈرے مرد جوان ہو نہیں سکتا

کیا فکر عمارت کرون اس بحر روان مین
تعمیر سر موج مکان ہو نہیں سکتا

کیا وصف صف انگن کا کرے ترکی الکن
قاصر جو زبان ہو تو بیان ہو نہیں سکتا

مطلع ریختی

اے پیاری وہی تہارات کو خنجر والا
کل تھا وہ روہیلہ ہے جو خیبر والا

ردیف الیائے فارسی

سنکے میرے شعر ہو جاتے ہین یون اغیار چپ
نزع کی حالت مین ہو جیسے کوئی بیمار چپ

نوک سوزن گر چبہے کرتا ہے شکوہ آدمی ۔ ایک مین ہون تیر کہا کر بہی تو ہون ای یا حبیب

ردیف تائے فوقانیہ ریختی

جبکہ عالم مین نہین ہے تری ثانی صورت ۔ پھر یہ کیونکر کہین ہے تجھسی فلانی صورت
خوشۂ بد حسن کی کہو دیتی ہے رونق جسطرح ۔ آنکھہ کانی سے بگڑ جاتی ہے جانی صورت
دام اکدن نہ وہ تجھسے بت مغرور ہوا ۔ برسون تک پوجی تری مینے بھوانی صورت

رانا جی کہنا یہ ترکی سے کہ اس ابر مین آج
اک نظر آکے دکہا جا مری رانی صورت

ردیف الجیم معجمہ

مریض غم نہ بچیگا تپ فراق سے آج ۔ مسیح آئین فلک کی اگر رواق سے آج
اکیلے بیٹھے ہین گھر مین وہ اتفاق سے آج ۔ مزہ ہے جبکہ ملین اوسکے اشتیاق سے آج
کرونگا آہ کہ تیرون کا کل نشانہ اوسے ۔ پھرا نہ چرخ اگر شیوۂ نفاق سے آج
رہا جو دل کو یہ ہی شوق شعلہ رویون سے ۔ جلیگا کل جو بچا آتش فراق سے آج
کیا تہا کان کے بالے نے کل تہ و بالا ۔ ہوا ہے ناک مین دم آپکی بلاق سے آج
مدام جفت ہے اوس دست دختر رز ۔ جو لائے شیشہ مئی خمکدہ کی طاق سے آج
مرے کمال کو سنکر زبان اہل عجم ۔ ہے آئی روح عراقی کی بھی عراق سے آج

بزیر خاک عروج اون کا دیکھنا کل کو
زمین پہ چلتے ہین ترکی جو طمطراق سے آج

تم جو نکلے کھینچکے سر مست دنیا کی گونج
گر گئی سینہ مین میرے سنکے وہ بہنا کی گونج

جون صدائے پائے مور اصلا کوئی سنتا نہین
خندقتے پست اسقدر ہے اب ہمرنالے کی گونج

آتشین نالے مرے سنکر دو فور شرم سے
بہہ گئی سیلاب ہوکر ابر اور ژالے کی گونج

پہونچی جبکے کان تک وہ چونک کر کہنے لگا
ہوگئی صور قیامت کس کے یہ نالے کی گونج

تار آہن سے کہان ہوتے ہین یون گوہر مین چھید
چھیدتی ہے جیسے دلکو یار کے بالے کی گونج

ڈر کے ساقی ہوگیا بیہوش مستون کی طرح
شب کو میخانہ مین سنکر ایک متوالے کی گونج

پیش جائیگی نہ ترکی آپکی افسون گری
ہوش اڑ جائیگا سنکر زلف کے کالے کی گونج

ردیف حائے حطی

کوئی بھی یارب نہو بے خانمان میری طرح
ہو کسی کا بھی نہ گم نام و نشان میری طرح

یہ مری جادو بیانی کم نہین اعجاز سے
ہوگا اب پیدا کہان سحر البیان میری طرح

درد ہے جو میرے نالے مین وہ بلبل مین نہین
کیا ہوا کرتی ہے گو وہ بھی فغان میری طرح

دوسرا اے حضرت شاد اب کہان ہے دہر مین
قدردان تیری طرح اور مدح خوان میری طرح

مثل نقش پا نہ پھر گر کر اٹھین گے خاک سے
ایک چکر کھائین گر نہ آسمان میری طرح

ہوگا آخر خانہ بدوش اور پریشان روزگار
ایک نہ اکدن عاشق زلف بتان میری طرح

نامہ بر ایسا کہان ہے جو سنائے یار کو
میرے درد دل کی ترکی داستان میری طرح

ردیف رائے مہملہ

آئے تھے مرے گھر مین وہ کاشانہ سمجکر
ٹھہرے نہ مگر خوف سے ویرانہ سمجکر

جھکتے تھے مرے آگے جو فرزانہ سمجکر
اب بات بھی کرتے نہین دیوانہ سمجکر

کہتا ہون کبھی قصۂ پُر درد جو اپنا
باور نہین کرتے ہین وہ افسانہ سمجکر

اے شیخ ذرا دیکھ تو اُٹھکر کہ قدح نوش
مسجد مین جمے بیٹھے ہین میخانہ سمجکر

رکھتے ہی قدم کوچۂ دلدار مین افسوس
لڑکون نے نکالا مجھے دیوانہ سمجکر

اک عمر سے جو یار تھے اب بزم مین اپنی
آنے نہین دیتے مجھے بیگانہ سمجکر

پامال عبث کرتا ہے واعظ مرے دل کو
کعبہ کو گراتا ہے صنم خانہ سمجکر

ہونٹو نسے لگا لیتا ہون لعل لب دلبر
گلبرگ سمجکر کبھی پیمانہ سمجکر

اُلجھاتے ہین زلفو مین دل چاک کو میرے
موباف سمجکر کبھی وہ شانہ سمجکر

شمع رخ دلدار پہ اغیار حسد سے
جلنے نہین دیتے مجھے پروانہ سمجکر

رکھ لیتے ہین کیسہ مین جو غواص ہین ترکی
ہر حرف مرے شعر کا دُردانہ سمجکر

خدنگ آہ مرا اوس سے بھی گذر جاتا
مکان جو ہوتا کوئی لامکان سے اوپر

خدا گواہ کسیکی نہ سنتے وہ فریاد
تونکی زلف نہوتی جو کان سے اوپر

نہوتا فرق جو کچھ دیدن اور شنیدن مین
کبھی نہ آنکھ کی جا ہوتی کان سے اوپر

ملا ساغر مئے نہ جب میکدہ مین
پئے ہمنے دو گھونٹ چلو مین اوٹھا کر

مین کہتا رہا اپنی حالت کو ترکی	وہ جا بیٹھے غیرون کے پہلو مین اوٹھکر

ردیف الشین معجمہ

ہے تپ عشق سے پنہان مرے تن مین آتش	کیا تعجب ہے کہ لگجائے کفن مین آتش
جعد مشکین کا ترے لعل جو شب کو چمکا	مین یہ سمجہا کہ ہے اژدر کے دہن مین آتش
ہو گیا سرد مضامین مرے ترکی سنکر	گرم رو گرچہ تہا میدان سخن مین آتش

ردیف الطائے مہملہ

پہونچایا جائے گا نہ مرا نامہ بر سے خط	پہونچےگا باندھ کر مین کبوتر کے پر سے خط
شنجرف سے لکہے گا اگر روسیہ رقیب	مین لکہہ کے اونکو بہیجونگا خون جگر سے خط
شاخ نہال باغ تمنا نہ کیون ہو خشک	نکلا ہے سبز لالہ رخسار تر سے خط

ردیف القاف معجمہ

پہلے ہی یہ ہوا تری زلف دوتا کا شوق	پہونچا ہے انتہا کو مرا ابتدا کا شوق
دار فنا مین زندگی جاودان کی فکر	ایسی ہے جیسے ہو لب دریا بنا کا شوق
مجکو ہے ذوق بس تری مدحت کے رنگ سے	ہے گل کے ساتھ بلبل نغمہ سرا کا شوق

ہے کوئے یار کی دل نالان کو آرزو — کیونکر نہو مریض کو دارالشفا کا شوق

ہے عشق کربلا مرے دل مین کہ جسطرح — ہو ہر قبلہ طائر قبلہ نما کا شوق

غفلت مین گرچہ عہد جوانی ہوا بسر — ترکی نہ چھوڑ پر دم پیری خدا کا شوق

ردیف الکاف عربی

شاکی ہے ہو کہ زلف یار مین اوپر سے نیچے تک — نہین سنبل کی وہ ہرتا ہین اوپر سے نیچے تک

ترے بوٹے سے قد مین سر سے پا تک جو نزاکت ہے — نہین شاخ گل گلزار مین اوپر سے نیچے تک

سوا ہر کش کے کب ملتی ہے نعمت خاکسارونکو — کہان لگتا ہے پہل اشجار مین اوپر سے نیچے تک

تری تیغ نگہ سے تن ہے زخمی جیسی چھلنی سے — اشکاف دیتا ہے دیوار مین اوپر سے نیچے تک

نہ دھاہے سر سے پا تک تار اشک چشم پرنم کا — روان ہے سیل بالکہسار مین اوپر سے نیچے تک

لئے اوس شمع رو کے شبکو جب ہنسنے کی بوسے — لگی آتش تن اغیار مین اوپر سے نیچے تک

جڑے ہین گوہر شہوار ترکی کیسے صنعت سے — مرے ہر صفحہ اشعار مین اوپر سے نیچے تک

ردیف الکاف فارسی

سینہ پہ خون ہے جدا لب پہ ہے فریاد الگ — ۲ — درد فرقت سے ہے نالان دل ناشاد الگ

کیون نہو جہ سے وہ ترک ستم ایجاد الگ — آدمی زاد سے رہتا ہے پریزاد الگ

پانون پہیلا جو رہ عشق مین سر ٹوٹے گا — سقف گرتی ہے جو ہوجاتی ہے بنیاد الگ

دلکو سینہ سے تری نوک مژہ کھینچے ہے
تن سے یا کرتا ہے سر رشتہ جلاد الگ

یہ فقط خط ہے تری زود فراموشی کا
دفتر ہجر کی لکھون گا مین اسناد الگ

خال ابرو سے جدا کھینچ نہ دنبالہ چشم
کون کرتا ہے رقم صفر سے اعداد الگ

چھپکے بیٹھے ہین مرے جوش جنون سے ڈر کر
دشت مین قیس الگ کوہ مین فرہاد الگ

گرچہ شاگرد ہون مین طرز غنی کا ترکی
مرے معنی سے ہین پر معنی اوستاد الگ

ردیف لام

خود بیٹھکر تو گوشہ مین تیار کی غزل
بھیجی نہ تم نے پر مجھے سرکار کی غزل

گر بھیجتے تو دیکھہ کے کہتے کہ اسطرح
ہوتی ہے چست شاعر دربار کی غزل

اور یون تو ہر مشاعرہ مین دیکھتا ہون مین
بڑائی نہین ہے مجہ سے مرے یار کی غزل

اب وہ غزل لڑانے کو آگے بڑھونگا مین
جس پر ہے میرزائے خوش اطوار کی غزل

وہ دیکھتے ہی انکو چھپاتے ہین اپنا منہ
سنتے وہ کب ہین طالب دیدار کی غزل

مین آہ آہ کرتا ہون اور غیر واہ واہ
محفل مین سنکے اوس بت عیار کی غزل

بالین پر ایک شب بھی نہین بیٹھہ کر سنی
اوس شمع رو نے عاشق بیمار کی غزل

ملتا نہین ہے ترکی میکش کے رنگ سے
مین سن چکا ہون زاہد و دیندار کی غزل

نہ بعد مرگ بھی نکلا ہمارے تن کا بل
مثل ہے سچ کہ نہ جلکر گیا رسن کا بل

مثال تیر کے سیدھی ہرن کی ہوتی شاخ
جو دیکھہ لیتا تری زلف پہ شکن کا بل

زبان گھس گئی یارون کی کہتے کہتے شعر
کسیکے نکلا نہ ابتک مگر سخن کابل

ردیف المیم

کچھ ہمین کفر سے مطلب ہے نہ اسلام سے کام
پڑ گیا جب سے تری زلف کے اسلام سی کام

پھر ہے کیا اوسکو کسی خاص سے اور عام سے کام
رات دن جسکو کہ اللہ کے ہو نام سے کام

غمزۂ چشم سیہ سے نہ تیشترہ ہوگا
تلخ ہوتا ہے کہان روغن بادام سے کام

درد دل پوچھا نہ آکر مرا ہمدردون سے
سچ ہے یہ نامورون کو نہین گمنام سے کام

خودغرضی سے نہین امید وفا کی ترکی
کیونکہ رکھتا ہے سدا اپنے ہی وہ کام سے کام

ردیف النون

فرقت سے ڈرا ہوا کھڑا ہون
مین ہون کہ مرا ہوا کھڑا ہون

وہ جب سے کھنچے ہوئے ہین بیٹھے
مین نقش بنا ہوا کھڑا ہون

در پہ ترے مین کبھی ابتوا سے بت
پتھر سا اڑا ہوا کھڑا ہون

گرچہ اشکون سے ہے غرق اپنا بدن پانی مین
پھر ہرا ہوگا نہ یہ نخل کہن پانی مین

آشنا ہوتے ہین باہم نہ لطیف اور کثیف
بط کے مانند نہ تیرے گا رغن پانی مین

اپنا کر لیتا ہے ہر شیر کو ہر نیک سرشت — آزمایا ہے ملا کر کے لبن پانی مین

کہولتا کون ہے لب طبع روان کے آگے — بند ہو جاتا ہے ہر ایک دہن پانی مین

میرے رونے سے دوبالا قد جانان ہوتا — کیونکہ بڑہتا ہے سدا سرو چمن پانی مین

نار دوزخ کا جو تر کی ہوا مرقد مین خیال
عرق شرم سے ڈوبا تہا کفن پانی مین

بسگیا جب سے ترے کان کا بالا آنکہ مین — چشم رنگین کا ہے حلقہ کا ہالہ آنکہ مین

بہر ور جاہل نہین ہوتا ہے کامل سی کبہی — روشنی کب پائیگا سرمہ سے اندہا آنکہ مین

تہا اوسے اوسکا بہی مردم کی رقابت کا خیال — ورنہ یوسف کو چہپا رکہتی زلیخا آنکہ مین

ہم پرکہ لیتے ہین یون کہوٹے کہرے کو بتا مین — جسطرح دینار کو صراف دانا آنکہ مین

نور حق رہتا نہین تر کی دل تاریک مین
دیکہا کس زندہ نے ہے مردے کا چہرا آنکہ مین

نم کہان اسطرح کی بادل مین — ہے مری آنکہ کی جو جہا گل مین

برہمن بنکے جاؤن کل کیطرح — آج پہر آئے ہین وہ دیول مین

قبر مین جاکے خوب سوئین گے — نیند آتی نہین ہے ہلچل مین

لوٹ دنیا سے دل نکل سکا — پہنس گیا مثل لگا دلدل مین

ہے لطافت جو تن مین اوس گل کے
نے وہ مخمل مین ہے نہ ململ مین

دشنہ مژگان کو شمشیر قضا کہنے کو ہین — حلقہ ہائے زلف کو دام بلا کہنے کو ہین

بے خبر اے واعظ دوران کہ اوس کافر کو سب — پہلے بت کہتے کو تہے اور اب خدا کہنے کو ہین

کیا ہوا حاسد اگر دیتا نہین داد سخن
آفرین لبیک اب ارض وسما کہنے کو ہین

کشتۂ خون ہر روز گریون ہی رہیگا اوس جگہ
کوچۂ دلدار کو ہم کربلا کہنے کو ہین

کل جو وہ کہتے تہے ہین ہو کے چپ سنتا رہا
اب نہین معلوم مجکو آج کیا کہنے کو ہین

دوستو انکو وہ دشمن جان جانتے ہین دل سے وہ
دشمن جان جو ہین اونکو آشنا کہنے کو ہین

شرم دامنگیر تہی پہلے مگر اب خود بخود
قصہ میرے عشق کا وہ جا بجا کہنے کو ہین

دور ہون اغیار اکدم کے لئے اون سے کہین
کچہ ہم اونکے کان مین سب سے جدا کہنے کو ہین

ٹل کبہی سر سے ابہی ہان اے آفت روز فراق
اون سے کچہ ہم آجکی شب مدعا کہنے کو ہین

کن گذرا زکوئے ما امشب کہ سوئے آن نگار
ہم بہی کچہ پیغام اے باد صبا کہنے کو ہین

وہ خفا ہون یا کہ خوش ترکی مگر ہم آج ہی
اپنا حال زار اون سے برملا کہنے کو ہین

حسرت سے جہکی اوس ستم ایجاد کی گردن
جب ڈہلنے لگی عاشق ناشاد کی گردن

یون جہومتے ہین نشہ مین رندان مے آشام
جسطرح ہلے ذکر مین زہاد کی گردن

کب بار غم سخت زمانہ سے جہکے گی
رکہی ہے مرے دوش پہ فولاد کی گردن

دل ایسے کمان دار کی ناوک نے کیا صید
جو باندہ لے فتراک مین صیاد کی گردن

سینہ ترا غلمان کا ہے سیما ہے ملک کی
ہے حور کا چہرا تو پری زاد کی گردن

یان دشنۂ ناموس نے کاٹا سر شیرین
وان تیشۂ افسوس نے فرہاد کی گردن

محفل مین پڑہی جب یہ غزل بیٹھ کے ترکی
اوٹھی سر زانو سے نہ حساد کی گردن

نہ یہ عروج تہا افراسیاب کے گہر مین
جو ہے ہمارے شہ کامیاب کے گہر مین

بنا بنا نہ جہان خراب کے گھر مین
قیام کس نے کیا ہے حباب کے گھر مین

گئی نہ میکدہ کی یاد دل سے مسجد مین
عذاب ہی مین رہے ہم ثواب کے گھر مین

غبار غم سے مٹے ہم مثال نقش قدم
رکھا جو پاؤن کو اوس نے رکاب کے گھر مین

نہ نکلی سینۂ سوزان سے آہ آتش بار
رہی یہ سیخ ہمیشہ کباب کے گھر مین

جو کرنی ہے مری دعوت تو چاہئے ای شیخ
کوئی شراب کی بوتل جناب کے گھر مین

نہین یہ قطرۂ اشک اپنے موئے مژگان پہ
سیاہ تار ہے دُرِ خوش آب کے گھر مین

بجا وہ آتش دوزخ سے بیگمان ثمر کی
پناہ جسکو ملی بوتراب کے گھر مین

حیا سے وہ کب سر جھکائے ہوئے ہین
کسی کیطرف دل لگائے ہوئے ہین

عدو سے وہی میٹھی میٹھی ہین باتین
مجھی پہ وہ کچھ زہر کھائے ہوئے ہین

کرون مین فدا دلکو یا جان قربان
مرے گھر مین مہمان وہ آئے ہوئے ہین

ترے دام گیسو سے اوجھانے والے
گرفتار بیٹھے بٹھائے ہوئے ہین

غزل اون مین بھی اک لکھو اے ثمر کی
قوافی جو ہمنے بتائے ہوئے ہین

وہ چوٹی کی ناگن جو پالے ہوئے ہین
اُسی کے یہ سب پیچ ڈالے ہوئے ہین

ترے غم سے جو داغ دلمین تھے میرے
وہ پک پک کے آخر کو چھالے ہوئے ہین

ترے شوخیان دیکھکر طفل دل کو
بڑی مشکلون سے سنبھالے ہوئے ہین

ہیچ ہین ننگ و نام کی باتین
چھیڑو ساقی و جام کی باتین

پیچ کھاتا ہون شبکو سن سنکر
گیسوئے مشکفام کی باتین

کبھی اے شاہ حسن سن لیجے
ایک دو اِس غلام کی باتین

مجکو تم سے نہ تمکو مجہ سے کام
نہ سنو خاص و عام کی باتین

رات ہنستے رہے وہ سن سن کر
ترکی خوش کلام کی باتین

دشمنی اسقدر اے چرخ کہن خوب نہین
بینوایون سے خصومت کا چلن خوب نہین

ہمسری کاکل پرچین صنم سے کرنا
یہ جسارت تری لے مشک ختن خوب نہین

پہانسی دینے کو مرے بس ہے طناب گیسو
ٹوٹ جائے نہ کہین سنکے رسن خوب نہین

قامت یار سے بڑہنے کا نہ دعوی کرنا
سرکشی اسقدر اے سرو چمن خوب نہین

فرش گل پر کبھی نہ تو بزم مین میرے بیٹہا
بیرخی اتنی بھی لے غنچہ دہن خوب نہین

کیون بڑہاپے مین کیا قصد دکن کا ترکی
عہد پیری مین میان ترک وطن خوب نہین

ردیف الواو

ہے شش جہت مین یون مرے عطر سخن کی بو
پہیلی ہو جیسے ناف غزال ختن کی بو

دہوتے نظر سے ہاتہ نہ یوسف کی چاہ مین
یعقوب سونگتے جو ترے پیرہن کی بو

سینہ مین میرے معنی رنگین ہین یون نہان
جیسے ہو بند خم مین شراب کہن کی بو

لائی صبا چمن مین جو اوسکی شمیم زلف
اڑتی پہری گلاب و گل و یاسمن کی بو

DERABAD-7

برہم کرے ہے طبع کو ناکس کا یون کلام
آشفتہ جون دماغ کو گندہ دہن کی بو

بغیر از خامشی پاسخ نہ کچھ بحث کو دن کو
کہ گل کرتی ہے بادِ تیز تر ہر شمع روشن کو

نہین ہے گر حسد بد طینتون کو خوشخصالون سے
گراتا کیون ہے زاغ تیرہ قمری کے نشیمن کو

دہان یاوہ گو باندہو طناب ہجو سے **ترکی**
لجام سخت دینا چاہئے منہ زور توسن کو

پہلے مری وفا کا ذرا امتحان کرو
پھر چاہو تم ہلاک کرو نیم جان کرو

کہتا ہے دل کہ داور محشر کے سامنے
مر مٹ کے بھی نہ شکوۂ جور بتان کرو

کس شوق سے وہ کہتے ہین عہد دم وصال
کچھ تو شکایت غم ہجران بیان کرو

جولانیان دکھائے کمیت قلم مرا
قدر سخن جو غور سے اے مہربان کرو

کر لینا سجدہ کعبہ کی جانب کو پھر کبھی
پیدا تو قبلہ یار کا تم آستان کرو

پیری مین آزماؤ نہ رنگینیان مری
گلگشت صحن باغ نہ وقت خزان کرو

واحفظ کی سن کے بہت ہین ثنا خوانیان
ترکی اب آکے بیعت پیر مغان کرو

سینۂ یار پہ پستان سے کے جو دیکھے لیمو
شرم سے سیب صفاہان ہو سے کھٹے نیبو

پانی بھر آتا ہے ہر ایک بشر کے منہ مین
وہ چھپا لیتے ہین جب اپنے دکھا کے نیبو

ہمارے درد کو آکر وہ آج دیکھین تو
مسیح کرتے ہین کیسا علاج دیکھین تو

رخ منیر جو تیرا ہے غیرت مہتاب
یہ کسکی بزم کا ہوگا سراج دیکھین تو

غزل یہ سنکے سپہر سخن حسین میان
عطا کرین کسی تحسین کا تاج دیکھین تو

سونگھا کے کاکل پر چین کو کسطرح ترکی
وہ لینگے کشور چین سے خراج دیکھین تو

ابھی نہ بزم سے اُٹھو شراب آنے دو
سبوئے ساقی عشرت مآب آنے دو

سوار ہو کے اگر جاتے ہو رقیب کے ساتھ
مجھے بھی چند قدم ہمرکاب آنے دو

عرق سے آپکے خوشتر نہ ہوگی بو اوسکی
جو آزماؤ تو عطر گلاب آنے دو

ابھی نہ عارض زیبا چھپاؤ برقعہ مین
شباب دور ہے وقت حجاب آنے دو

مین گرچہ رند ہون لیکن خدا کا بندہ ہون
حرم مین مجکو بھی لے شیخ دشتاب آنے دو

نگاہ کون چراتا ہے دیکھنا اودہر
تم آج پیش نظر آفتاب آنے دو

کہین دکھائے نہ طوفان نوح کا عالم
نہ جوش مین مری چشم پرآب آنے دو

نہین رہیگی یہ توبہ حضور کی قایم
ہوائے فصل بہار اے جناب آنے دو

نہ یہ رہیگا ملمع زیادہ دو دن سے
ہزار ریش پہ رنگ خضاب آنے دو

نہ مرنے پر ابھی باندھو کمر کو تم ترکی
اودہر سے خط کا تو اپنے جواب آنے دو

ردیف ہائے ہوز

بیشتر مہر ہے دنیا کی سیہ کار کیساتھ
رابطہ زاغ کو کیونکر نہو مردار کے ساتھ

جتنا ہوتا ہے تعلق ہے تگ و دو اُتنی
تیز تر چلتا ہے مزدور گران بار کے ساتھ

زلف کیونکر نہ رہے بستہ دل بستہ سے
پاسبان چاہئے آخر کو گرفتار کے ساتھ

زینت شیخ بڑہی گنبد دستار سے یون
زیب جسطرح کہ مسجد کو ہو مینار کیساتھ

اپنا تو دم قدم ہے دم پیشوا کے ساتھ
جیسے ہو زیست کور کی پیر عصا کے ساتھ

دنیا سے ہاتھ اٹھا کے وہین چل کھڑی ہوئے
آیا خط طلب جو رسول قضا کے ساتھ

سر سبز گر امیر کی ہو تا دعا کا رنگ
لگتی کہان حنائے اجابت گدا کے ساتھ

ردیف یائے تحتانی

گو تیغ طعن خلق سے زخم جگر کھلے
راز و نیاز عشق نہ اے دل مگر کھلے

عشرت سرائے یار کا روزن ہی وا نہین
قصر فلک کے ہین مرے نالونسے در کھلے

مانند شانہ کے کہین الجھے نہ محتسب
رندو شراب خانہ سے جاؤ نہ سر کھلے

کب ہول باز پرس قیامت سے ہوگی بند
وہ آنکہ خوف حق سے جو وقت سحر کھلے

فکر سخن دکھادن مین کیا ناشناس کو
ہو جوہری اگر تو یہ سلک گہر کھلے

نفس کجی پسند نے روکی ہے راہ راست
اس راہ زن کو مار کہ یہ رہگذر کھلے

وہ کام کر کہ قبر مین آئے نسیم خلد
ایسا نہو کہ گور مین باب سقر کھلے

پیری مین دام چرخ سے ترکی ہوا رہا
فصل خزان مین بلبل خوشگو کے پر کھلے

کسلئے کرتا ہے تعریف سخن تو آپ سے
مشک خالص ہے وہی دیتا ہے جو بو آپ سے

دلا

پی سے ہین مخمور آپ اور میری آنکھو مین ہی نم
عین مستی مین ملا ہون مین لب جو آپ سے

چھپتے ہین دل انہین دو چار سے — خال سے لب سے خط ورخسار سے
کاکل مشکین سے عارض کو چھپا — گنج رکھتے ہین نشان مار سے
ایک دو باتون مین اون کو جانچ لو — چند دانے دیکھ لو خروار سے

خود گھٹائی ہمنے اون سے بول چال
بات جب بڑھنے لگی اغیار سے

تعجب ہے یہ کیون نکلتی نہین ہے — جو مشتاق دیدار جان حزین ہے
مری طبع موزون وبالا نشین ہے — کہ ہر شعر کی آسمان پہ زمین ہے
نہ ہو میٹھی باتون پہ دشمن کے مائل — کہ آلودہ زہر یہ انگبین ہے
نئی ہے فضیلت کی دستار میری — پرانی مگر عمر کی آستین ہے
گمان ہے یہی سانپ ہے آستین کا — وہ زلف سیہ جو مرے ہمقرین ہے
مصیبت اگر ہے تو راحت کبھی ہو گی — کہ گاہے چنان اور گاہے چنین ہے
مجھے دیکھ لو تم تمہین دیکھ لون مین — یہی اک تمنا دم واپسین ہے

نہ شیخون مین ہے اور نہ رندو مین ترکی
نہ وہ اہل دنیا نہ وہ اہل دین ہے

دو چار فقرے مجکو سنا کر کھڑے کھڑے — پھرتے ہین الٹے پاؤن وہ آکر کھڑے کھڑے
ایسا سے بھی نہین کوئی کہتا کہ بیٹھئے — تکتے ہین ہم یار کو جا کر کھڑے کھڑے
گرتا نہین ہے بحر سخن مین مرا قلم — دریا مین تیرتا ہے شناور کھڑے کھڑے
صف بستہ ہون ستادہ نہ مژگان یار کیون — لڑتے ہین رزمگہ مین دلاور کھڑے کھڑے
جو یار بیٹھتے تھے نہ دم بھر کبھی جدا — پلٹے مجھے لحد مین لٹا کر کھڑے کھڑے

گردش دلا رہا ہے مجھے چرخ چنبری — بٹھلائے جیسے بچے کو مادر کھڑے کھڑے

ترقی نے حکم سنتے ہی اپنے حضور کا
لکھی غزل قلم کو اٹھا کر کھڑے کھڑے

ناز سے میرے گھر وہ آ نہ سکے — شرم سے مجکو بھی بلا نہ سکے
ڈر گئے دیکھتے ہی جادۂ عشق — حضرت دل قدم بڑھا نہ سکے
بسکہ نازک تھے وہ دم کشتن — زیر زانو مجھے دبا نہ سکے

جام بھر بھر کے دشمنوں کو دئے
مجکو اک گھونٹ بھی پلا نہ سکے

ابرو کہو کمان کہو جو کہو سو ہے — مژگان کہو سنان کہو جو کہو سو ہے
تنگ شکر کہ درج گہر یا صدف کہو — غنچہ کہو دہان کہو جو کہو سو ہے

ترقی کہو کہ طوطی باغ سخن کہو
یا شاعری کی کان کہو جو کہو سو ہے

دوستو لطف جوانی اور ہے — نوجوان کی زندگانی اور ہے
داستان قیس ہے کچھ اور شئے — عشق کی میرے کہانی اور ہے
وہ نہین پہلے سی انداز و نیاز — یہ نگاہ مہربانی اور ہے

نغمۂ گفتار ترقی ہے جدا
شعر سی طرز فغانی اور ہے

ولہٗ

ہمارے وصل کی وعدہ کی وہ گھڑی ہو لے — نصیب اپنا تھا کم بات کیا بڑی ہو لے
آتشین لب سے ترے لعل بدخشاں جلجائے — دیکھکر رخ کی چمک برق درخشان جلجائے

گر ہوائے قد جانان مین بڑھے ہے شعلہ آہ
خس کے مانند ہر اک سرو گلستان جلجائے

ولہ
تو گر سنگدل ہے تو مین سخت جان ہون
کہ جیتا ہون سہہ کر ستم کیسے کیسے

ولہ
گر شب تاریک مین چمکے ترے بالی کا دُر
ہو گمان شب کو کہ ہے نور سحر کی روشنی

ولہ
بچھی وہ وقت خزان جاکے زاغ مین کرسی
دم بہار جو تھی صحن باغ مین کرسی

ولہ
بے شیشہ و ساغر ہین مرے ہاتھ مین پھوڑے
ہون پاؤن مین جسطرح برسات مین پھوڑے

ولہ
پھر خیال نوک مژگان بشتر ہونے کو ہے
ہر سر موئے بدن پھر نیشتر ہونے کو ہے
بزم سے رخصت مری وہ سیمبر ہونے کو ہے
پھر مرا عشرت کدہ ماتم کا گھر ہونے کو ہے
پھر نہال دلمین الفت کا ثمر آنے لگا
پھر ہرا سوکھا ہوا زخم جگر ہونے کو ہے
صحن خانہ بام خانہ ہے غبار آہ سے
سیل اشک چشم سے دیوار و در ہونیکو ہے

ولہ
یون عروس طبع نکلی فکر کا زیور لئے
جسطرح آتا ہے نیسان بارش گوہر لئے

ولہ
صبح تک دیدۂ افلاک سے پانی برسا
رات نالے مرے سینہ سے بلا کے اُٹھے
اے بوا کتنا ہنسوڑا ہے لنگوٹا اتر کی
پاس رو تون کے جو بیٹھے تو ہنسا کے اُٹھے

ولہ
پنہان ہی رہا حاسد کم بین کی نظر سے
مضمون مرا باریک تھا دلبر کی کمر سے
گلشن مین چھپانا اسے بلبل کی نظر سے
نازک ترا رخسار ہے برگ گل تر سے
جیتا جو پھرا اب کے مین کعبہ کے سفر سے
سمجھونگا کہ لوٹ آیا ہون اللہ کے گھر سے
بے وصل نہ دیجئے مجھے بوسہ دُر تر کا
ہوتا نہین سیراب کوئی آب گہر سے
کیا غرق ہوئین خون مین اغیار کی آنکھین
دیکھا جو مجھے یار نے چاہت کی نظر سے

ولہ
جب سے اے بت ہے مرا عشق رخ و گیسو مجھے
کوئی کہتا ہے مسلمان اور کوئی ہندو سب مجھے
نہر اشکون کی بہاتا ہون لپٹ کر سرو سے
یاد آجاتا ہے جب وہ قامت دلجو مجھے

میں ہوں دیوانہ نگاہ چشم مست یار کا
کب پسند آئیگی تیری آنکھ اے آہو مجھے

ضعف ایسا ہے کہ ہوتی ہی نہیں اصلا خبر
کون کر دیتا ہے اس پہلو سے اوس پہلو مجھے

میں نکلتا ہوں جدھر سے اونگلیاں اوٹھتی ہیں اب
کر دیا بدنام عشق یار نے ہر سو مجھے

میں کروں اظہار درد دل بہ اوسکے سامنے
بات کرنے دیگی کب بیتابی دل تو مجھے

تاب برق حسن سے بیہوش ہو جاتا ہوں جب
وہ سونگھاتے ہیں موئے زلف عنبر بو مجھے

مرغ بسمل کیطرح میں خاک پر تڑپا کیا
چھپ گئے وہ جب دکھا کر خنجر ابرو مجھے

زندہ کر دیگا یقین ہے وہ لب معجز نما
مار دیگی زلف کافر کرکے گر جادو مجھے

بچ رہا میں آسیائے چرخ گردان سے تو کیا
پیس ڈالیگی گردش چشم بت بدخو مجھے

میں یہ رویا رات کو ترکی کہ تسبیح کیطرح
کوئے جانان میں بہا کر لیگئے آنسو مجھے

نہیں پہلی سی بات جانی تمہاری
زبانی ہے اب مہربانی تمہاری

مری بات بھی کوئی مانو تم آخر
ہر اک بات سنئے تو مانی تمہاری

میں باز آیا اشعار گوئی سے صاحب
چلو دیکھ لی قدردانی تمہاری

جو تڑپو گے یوں یاد میں اوسکے ترکی
تو دشوار ہے زندگانی تمہاری

ترا سرو قامت جو بالا ہوا ہے
یہ بوٹا ہمارا ہی پالا ہوا ہے

وہی آج آیا ہے آوارہ ترکی
تری بزم سے جو نکالا ہوا ہے

کیوں خنجر بران کف قاتل میں نہیں ہے
کیا سانس کوئی سینۂ بسمل میں نہیں ہے

مجکو تری الفت ہے تجھے مجھ سے ہے نفرت
جو دلمین ہے میرے وہ ترے دلمین نہین ہے

دیکھی نہین خورشید مین یہ تاب و تجلی
جو حسن ہے تیرا مہ کامل مین نہین ہے

معلوم یہ ہوتا ہے کہ ہے ذمانہ تاریک
وہ شمع جو اُس شب مری محفل مین نہین ہے

جادو جو تری چشم فسونگر مین ہے دیکھا
اے زہرہ جبین سحر وہ بابل مین نہین ہے

کس روز تری زلف مسلسل سے مین چھوٹا
کب پاؤن مرا بند سلاسل مین نہین ہے

ہر خانہ ترے کوچہ مین ویران نظر آیا
آباد کوئی گہر تری منزل مین نہین ہے

تو لاکھ مجھے پیار کرا اے قحبۂ دنیا
پر تیری محبت تو مرے دلمین نہین ہے

جو چاہتا ملتا اوسے بے مانگے ہی ترکی
پر صبر و قناعت دل سائل مین نہین ہے

برق خرمن سوز تھی تیغ نظر کا ہے کو تھی
سانپ تھا گیسو کی لٹ ای سیمبر کا ہے کو تھی

دو قدم بھی کیا نہ آئے وہ میری میت کیساتھ
میرے مرنیکی خبر اون کو مگر کا ہے کو تھی

ہر طرف تھا موج زن شب میرا سیلاب سرشک
بزم مین طوفان بپا تھا چشم تر کا ہے کو تھی

میرے حق مین تیری رخصت کی سحر ای مہر حسن
تیرہ تر تھی شام غربت سے سحر کا ہے کو تھی

دیکھکر موتی کی لڑیان جسکو کہتے تھے حسود
وہ مرے اشعار تھے سلک گہر کا ہے کو تھی

سرزمین کربلا تھی عاشقون کے واسطے
اے بت سفاک تیری رہگذر کا ہے کو تھی

رکہدیا ہے اوسکو چشم سرمگین نے باڑہ پہ
ورنہ وہ تیغ نگہہ یون تیز تر کا ہے کو تھی

تیرے زلفون ہی کی بو پھیلی ہوی تھی بزم مین
وہ شمیم نافۂ مشک تتر کا ہے کو تھی

مین اگر کرتا بھی کچھ اظہار وہ سنتا کہان
طول تھی میری کہانی مختصر کا ہے کو تھی

مر مٹا تھا جسکے بل کہانے سے مین ای نازنین
وہ رگ جان تھی مری تیری کمر کا ہے کو تھی

دمبدم چلتے تھے جس پر اوس شکار افگن کے تیر
وہ مرا سینہ تہا اے ہمدم سپر کاہے کو تھی

کردیا جس نے جلاکر خاک چشم مدعی
آہ سوزان تھی مری نار سقر کاہے کو تھی

آجکل زورون پہ ہے ترکی مرا جوش جنون
اِن دنون وحشت جو ہے وہ پیشتر کاہے کو تھی

مندر نہ چاہیئے مجھے کعبہ نہ چاہیئے
جز کوئے یار مجھکو کوئی جا نہ چاہیئے

اے بت ترے بغیر خدا کی مجھے قسم
دنیا کی جاہ و نعمت عقبیٰ نہ چاہیئے

اوس مہروش نے پہنا ہے بالونکو کان مین
اب گرد ماہتاب کے ہالہ نہ چاہیئے

دیوانۂ خط و قد و چشم سیاہ کو
ریحان و سرو نرگس شہلا نہ چاہیئے

بے زاد راہ جاؤنگا ملک عدم کو مین
اے شیخ مجھکو توشۂ فردا نہ چاہیئے

گردش مین چشم مست بت لالہ فام ہے
اب انجمن مین ساغر و مینا نہ چاہیئے

کیا کم ہے یہ جو حق نے دیا مجھکو فضل سے
اے بلہوس اب اور تمنا نہ چاہیئے

کافی ہے آستانۂ دیوانِ ذی ہمم
اب اور در کا مجھکو سہارا نہ چاہیئے

مرتا ہے ایکروز تو پہر اے مریض عشق
سر زیر بار منت عیسیٰ نہ چاہیئے

دار فنا مین زیست دو روزہ کے لئے
عمر گریز پا سے تجھے کیا کیا نہ چاہیئے

جس جا پہ چشم تر مری طوفان بپا کرے
ترکی وہان طلاطم دریا نہ چاہیئے

گلشن مین چھپا نا اسے بلبل کی نظر سے
نازک ترا رخسار ہے برگ گل تر سے

گل نے نہ تمنا کبھی بلبل کی نکالی
محتاج نہ امید رکھے صاحب زر سے

کیا سخت طبیعت ہے ہوا اشعار مین رونق
بو گل کی نہین آتی ہے گلہائے سپر سے

باہر اوسے آنے نہ دیا غیر نے تا صبح
مین پھوڑتا سر کا گو رہا شب حلقۂ در سے

دہوتا مین رہا کاکل پر خم کو شب وصل
عنبر سے کبھی اور کبھی مشک تتر سے

بہا ہا مین اُٹہا دیتا ہون ہر داغ جگر کا
وہ کہیلتے جسوقت ہین طاوس کے پر سے

اوس نے جو بلایا مجھے پوچہا نہ خوشی سے
جاتا ہون کدہر اور مین آیا ہون کدہر سے

پڑتی ہے مری فرق پہ پامال سمجھکر
جو گرد کہ اُٹھتی ہے تری راہ گذر سے

تر کی بخدا شاد کی ہر نعت کو سنکر
آنسو نکل آتے ہین مرے دیدۂ تر سے

قصاید وقطعات ومنقبت در مدح حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام

کرتا ہون پہلے ذکر مین پروردگار کا
ہے بعد اوسکے وصف شہ باوقار کا

بہرتا ہون دم محبت ہر چار یار کا
پر دل سے جان نثار ہون دُلدُل سوار کا

کیا خوف اوسکو پرسش روز شمار کا
ہے جو غلام خاص شہ ذوالفقار کا

یون تو امام کہنے کو ہین تین چار صد
باندہی ہے لیک بارہ نے دین نبی کی سد

بیشک ہر ایک بندہ کو روز جزا صمد
بخشے گا اونکی مہر سے ہو نیک یا کہ بد

کیا خوف اوسکو پرسش روز شمار کا
ہے جو غلام خاص شہ ذوالفقار کا

شاہا جلایا تم نے نصیری کو چند بار
اور ابن عبدود کے کیا سینہ کو فگار

طفلی مین اژدہے کو کیا چیر کر شکار　　دشمن آمد مین قتل کئے زاید از شمار

کیا خوف اوسکو پرسش روز شمار کا
ہے جو غلام خاص شہ ذوالفقار کا

پیدا ہوا نہ ہوگا کوئی تم سا شہسوار　　بعد از نبی تمہین تو ہو عالم مین ذی وقار
دی تمکو دست خاص سے یا شیر کردگار　　دختر رسول پاک نے اللہ نے ذوالفقار

کیا خوف اوسکو پرسش روز شمار کا
ہے جو غلام خاص شہ ذوالفقار کا

سلمان کو تمنے شیر کے منہ سے چھڑا دیا　　راہ خدا مین فتنے جو اوٹھے بٹھا دیا
درویش کو طلب پہ دیا اور سوا دیا　　حق نے خطاب آپکو مشکلکشا دیا

کیا خوف اوسکو پرسش روز شمار کا
ہے جو غلام خاص شہ ذوالفقار کا

خیر البشر کے آپ ہو مختار یا علیؑ　　ہر کار کے ہین آپ ہی مختار یا علیؑ
کشتی کو میری جلد کرو پار یا علیؑ　　ہون جور آسمان سے دل افگار یا علیؑ

کیا خوف اوسکو پرسش روز شمار کا
ہے جو غلام خاص شہ ذوالفقار کا

خیبر شکن ہے نام تمہارا جہان مین　　اوستاد تمکو کہتے ہین ہفت آسمان مین
دیکھا تہا شاہ دین نے تمہین لامکان مین　　ہے لافتی تو خاص تمہاری ہی شان مین

کیا خوف اوسکو پرسش روز شمار کا
ہے جو غلام خاص شہ ذوالفقار کا

شاہا میں بارہ سال سے پھرتا ہوں در بدر
ہر روز مجھکو آتا ہے دیروز سے بتر
ناچار ہوں میں دست فلاکت سے اسقدر
آتا ہے ہاتھ ابرہ جو پھٹتا ہے آستر

کیا خوف اوسکو پرسش روز شمار کا
ہے جو غلام خاص شہ ذوالفقار کا

گردش دکھا رہا ہے مجھے چرخ چنبری
کرتا ہے بات کوئی مری ہوا اگر کہری
ہوں گرچہ اس زمانہ میں میں مثل انوری
سینہ ہے چاک چاک مگر پھر چاکری

کیا خوف اوسکو پرسش روز شمار کا
ہے جو غلام خاص شہ ذوالفقار کا

تکی غلام خاص حسینؑ و حسنؑ کا ہے
صاحب ہزار جان سے در پنجتن کا ہے
مداح روز و شب شہ خیبر شکن کا ہے
طالب اس آستان سے کمال سخن کا ہے

کیا خوف اوسکو پرسش روز شمار کا
ہے جو غلام خاص شہ ذوالفقار کا

قصیدہ در مدح والی نابھہ بتقریب جشن ہولی

شہ کا ہے لال گلابی سے جو دامان کا رنگ
سوسنی ہوگیا خجلت سے گلستان کا رنگ
ہوگیا سرخ یہ کثرت سے اڑا اب کے گلال
کوہ میں لعل کا اور بحر میں مرجان کا رنگ
جب سے عالم میں ہے سرسبز ترا نخل مراد
پیلا ہے خوف سے ہے چین کے خاقان کا رنگ
چرخ کیونکر نہ کسوٹی سا نظر میں آئے
ہے زر سرخ سے رنگین ترے ایوان کا رنگ

بعض کہتے ہین کہ ہین ہمسر ترکی ہم بھی	دیکھنا دیکھنا اس جھوٹ کی بڑہانکا رنگ
پر وہ نغمہ وُ ترانہ وہ خوش الحان کہان	گو اڑاتے ہین سخن سنج مری تان کا رنگ
یہ قصیدہ جو پڑہا شام کو آقا کے حضور	مطربون سے نہ جما بزم مین کلیان کا رنگ
روح سعدی نے جو دیکھی مرے اشعار کہا	کم گلستان سے نہین ہی ترے دیوان کا رنگ

فی المدح ایضاً

جو کوئی جاتا ہے پٹیالہ کو نا بہہ دیکھکر	پوچھنے آتا ہے بتخانہ کو کعبہ دیکھکر
اسطرح جھکتا ہے تیرے سامنے جم لیکے جام	جسطرح ہوتا ہے خم ساغر کو مینا دیکھکر
سنکے بخشش کو تری آتی ہے خلقت اسطرح	دوڑتا ہے جیسے پیاسا آب دریا دیکھکر
کردیا ٹھنڈا ترے ابر سخا نے اسکو آج	ورنہ بہرتی آہ دل عرش معلّی دیکھکر
کیا عجب ہے گر صلہ بھیجے بدست آفتاب	میرا اعجاز سخن ترکی مسیحا دیکھکر

در مدح

ہون اب آفاق مین زندہ اگر اکبر دونون	جبہہ سائی کرین آکر ترے در پر دونون
بنگئے دور مین سلطان سکندر فر کے	بچۂ بز کے شبان گرگ و غضنفر دونون
ڈہال ہوتا نہ اگر دست سیاست تیرا	مارتے تیغ مجھے ابروئے دلبر دونون
نامۂ قیصر و خاقان بھی ہے دیکھا ہمنے	ہین ترے نامۂ اقبال سے کمتر دونون
گو شجاعت تھی سکندر مین سخاوت تو نہ تھی	حق نے بخشی ہے تجھے اے شاہ یہ جوہر دونون
آج دربار معلّی مین حریفا چل کر	داد لین شعر کی آقا کو سنا کر دونون
تاکہ معلوم ہو ہے کونسا سچا جھوٹا	یون تو دُر صدف و موم ہین گوہر دونون

در مدح میر منشی

دیکھکر انشا تری لرزان ہے انشا کا قلم
چاہئے ہاتومین تیرے شاخ طوبا کا قلم

چاہئے دست مبارک مین پہ جبریل کا
یا ہو شاخ نخل خط روئے رعنا کا قلم

منشی گردون ہے کہتا میر منشی کیلئے
نذر کو لاؤنگا مین دست مسیحا کا قلم

ڈہونڈہتا ہے تیری رفتار قلم کو روز و شب
سر کے بل ہر صفحۂ کاغذ یہ جویا کا قلم

فی المدح

دیکھکر تجکو ہین مہر و ماہ شرمائے ہوئے
اور مریخ و زحل دہشت سے گبہرائے ہوئے

رکھ کے سونا ہاتہ پہ سوتے ہین تیرے عہد مین
کاروان رستومین شب بہر پانون پہیلائے ہوئے

کیا قصاید اور رباعی مین پڑیگا مجہسے فقر
یہ تو سپنے ہین سر چپٹن کی سب گائی ہوئے

رایت اقبال سلطان ترکیا سید ہا سے ہے
جب تلک ہی آسمان پیر خم کہائے ہوئے

در مدح ایضاً

دیکہ لیتا گر تری چشم جہان بین کو غزال
پست ہو جاتا سراسر اوس کا دعوی آنکہہ کا

کوہ بخشایش نے تیری کردیا ہے اوسکو بند
مین دکھا دیتا فلک کو ورنہ دریا آنکہہ کا

صیقل مدحت نے تیری یون چہڑایا زنگ طبع
جسطرح سے میل دہو دیتا ہے سرمہ آنکہہ کا

نام کی تیرے وہ ہیبت ہے کہ گر میکش کی پاس
لین تو ہو جائے ہرن فی الفور نشہ آنکہہ کا

ناتمام

مین دکن کو آیا یون نا ہے کا زندان چہوڑکر
جیسے مومن جائے کعبے کا فرستان چہوڑکر

کیا تعجب ہے تماشے کو ترے آئین اگر
بلبلین گل چہوڑکر اور گل گلستان چہوڑکر

تار موئے پرشکن تیرا اگر ہو جائے وا
سنبل پرپیچ آئے سنبلستان چہوڑکر

گر لب نگین کا تیرے وصف سن پاتا یو ہین
لعل دلی کو چلا جاتا بدخشان چہوڑکر

قطعات

پچھلے مشاعرہ مین عجب خرخشہ ہوا
یارون مین ایک لفظ پہ ہونے لگی تہی جنگ

اہل فنا کے ہاتھ سے لکہے تھے ندیم نے
سینے کہا فنا سے ہے رنگین غنا کا رنگ

یہ لفظ تو ہنوز تہا میری زبان کے بیچ
پر یارون نے اڑا لیا جسطرح سے پتنگ

کہنے لگے کہ خوب خدا کی ہمین قسم
لفظ غنا نے کاٹ دیا ہے فنا کا رنگ

تائید میرے قول کی کرنے لگے دو چار
اور چار پانچ اونکی طرف ہو گئے دبنگ

اور بعض مجہ سے لگے کہنے واہ واہ
کیسا ہوا ہے آج تصرف یہ بیدرنگ

اور بعض اونکے کان مین کہنے لگے چلو
اب یان غزل سنانے کا باقی ہی کون ڈہنگ

آخر مشاعرہ سے وہ بہاگے دبا کے دُم
تالی بجائی لڑکون نے پیچہے سی مثل چنگ

ترکی کی چال سے نہین واقف ہے پائی لنگ
کیا جانتا ہے کور یہ نقرہ ہے یہ سہرنگ

ولہٗ

بخشیٔ شوم کی کب تک مین تعدی لکہون
اور زبان سے کہون کب تک مجہی ایسا لوٹا

یون کیا ظلم سے اوس نے مرے گہر کو غارت
خیمۂ آل عبا شمر نے جیسا لوٹا

ولہٗ

گر ذکر خداوند جہان کرتا مین ترکی
دنیا کے لئے وصف کیا غیرونکا جتنا

تو دیتا وہ اتنا کہ نہ رہتا مجہے دنیا
اور حشر کے دن مرتبہ ہوتا مرا کتنا

قطعہ

کرتے ہین ریختہ گو مجہ سے یہ ترکی تقریر
تو نے تانیث کو اشعار مین باندہا تذکیر

میر نے لکہا ہے گو اوسکو پہ اب ہے متروک
کیونکہ اوس عہد مین تہا ریختہ اونکی جاگیر

ہے تعجب کہ نہین معترض اوس سے واقف
میر اوسوقت کا وہ تہا مین نہ ہو اس عہد کا میر

قطعہ درباب طلب رخصت از نواب ممدوح و شکایت میر باقر

اب تو رخصت بھی مری ہوگئی پوری آقا — پھر ہے کیا دیر کہ ہوتی نہین رخصت میری
شعر کیسا کہ نہین ہوتا ہے مصرع موزون — آجکل پست کچھ ایسی ہے طبیعت میری
مین زیادہ نہین معمول سے خواہان ہرگز — اور نہ دستور سے کم لینے کی عادت میری
عمر تو بڑھتی ہے اور ہوتی ہے روزی مین کمی — کیا کم و بیش پہ تقسیم ہے قسمت میری
تھان ایسا دیا جیسا کم مسافر کا کفن — میر باقر کو پسند آئی ہے غربت میری
ایک دو روز مجھے اور جو رکھا صاحب — دور ہو جائیگی سب جسم کی طاقت میری
کیون مرخص نہین کرتے ہو اب آقا مجکو — چاہتے ہو نے مدوٹ مین تربت میری
ہے فن شعر مین کون آج مقابل میرے — کم نہین عرفی و سعدی سے فصاحت میری
بار بار اب تو یہی پڑھتا ہون مصرع ترکی — کیا توقف کہ ہے ہوتی نہین رخصت میری

وله

گرچہ سرکار سے ملتا ہے گذارا مجکو — پھر بھی تیغ غم دلدار نے مارا مجکو
دن کو چت لیٹکے گنتا ہون کڑیان چھت کی — شبکو سیارونکا رہتا ہے نظارا مجکو
پاؤن پھیلائے یہان آکے کچھ ایسے ترکی — کہ نہین ہاتون سے اب اوٹھنے کا یارا مجکو
کرتا ہے مجھ سے جنون علم و ہنر کا دعوی — ہے شب تار کو کیون نور سحر کا دعوی
طرز اوستاد کی پائیگا نہ شاگرد مرید — باپ کے زر پہ نہین عاق پسر کا دعوی
عقل کل آئے تو اس سے کرو نہین بحث سخن — ورنہ ہے پست مرے آگے بشر کا دعوی

سہرا

ق

حق نے فرزند کا جب تمکو دکھایا سہرا — تب در شعر کا مین گوندھ کے لایا سہرا
چہرا نوشہ کا ہے دوچند مسرت سے روشن — چرخ چارم کا ہے تارونمین ستارا سہرا
لکھ کے توڑی مین جو مطرب نے گوایا اسکو — ایسا اوسوقت کے راگون پہ چھایا سہرا

کہ لگے اہل طرب و حاجبین آ کر کہنے — گائیو پہر سے مغنی یہ حسن دار اسہرا
سلک گوہر ہے کہ سورج کی کرن ہے ترکی — تارزر سے کہ بنایا ہے بنے کا سہرا
ہے جبتک کہ بنی یون ہی بنائے دنیا — ہو بنا اور بنی جنکا بنایا سہرا

اشعار بمدح وزیر دکن معہ عرض حال خود

اے فلک رفعت و ملک کردار — اے مہ اوج آسمان وقار
کیون نہ تیرگی تمام ہو میری — مفلسی جبکہ دوش پر ہو سوار
غنچۂ دل بھلا کہلے کیونکر — بے زری جبکہ ہو گلے کا ہار
لاغری سے مین زرد رو ہون یہ — تب ہے جیسے طحال کا بیمار
آگے آ آکے مجھکو بیکاری — گھورتی ہے سمجھ کے پچھلا یار
دن کو ہے ہوکہ شب کو بیخوابی — یون گذرتے ہین میرے لیل و نہار
مانگتا ہون کسی سے گر مین قرض — پوچھتا ہے وہ پہلے ہی مہ دار
مین ہون مہمان نو مہینے سے — نزد صف افگن بلند تبار
میہمان کا ہے تین دن دستور — تا نہو چشم میزبان مین خوار
نہ کہ بیٹھے بنا کے باپ کا گھر — خانۂ میزبان خوش اطوار
گرچہ دیتے ہین صف فگن مجھکو — ہر سحر پنجروپیہ کلدار
پر وہ کب تک اٹھائے دس کا بوجھ — جسکی جاگیر ہو پچاس ہزار
حکم ہو جائے میری عرضی پر — آج ہی اے امیر خوش کردار
حکم تیرا ہو حاکمون پر یون — جیسے پیدل ہو زیر حکم سوار

تیرے اقبال اور رفعت کا	پیر ہفت آسمان ہو خدمتگار

تضمین

عشق زلف سیاہ مشکل ہے	ترک ترک نگاہ مشکل ہے
اس ضعیفی مین چاہ مشکل ہے	بیاہ ربھی ہو باہ مشکل ہے

بندہ پرور نباہ مشکل ہے

کیا شجاعت سے کم نہین ہے جماع	بس ولایت سے کم نہین ہی جماع
ہان عبادت سے کم نہین ہے جماع	خرق عادت سے کم نہین جماع

بیٹھ کر قطع راہ مشکل ہے

وہ کجروی تھی جو پہلے اب آسمان مین نہین	ولہ	سموم ظلم وستم گلشن جہان مین نہین
تمہارے خنجر مژگان کی کیا ہوی تیزی		وہ کاٹ یار کی اب تیغ ابروان مین نہین
کھ سکے دو شعر بنگئے استاد	ولہ	وائے بر دانش فلان و فلون
رات کو آپنے پڑھے ہے جو شعر		تھی کبوتر کی وہ غٹر اور غون
ہے تکا سا ہے آپ کا ہر شعر		جمرہ پیرزن کے چرخ چون
شد کے گر قافیون مین لکھتے کچھ		جانتا آپکو مین اہل فنون
ورنہ مانند کے قافئے ہین ہزار		طفل کر سکتا ہے انہین موزون
شعر پڑھیئے نہ آپ بے اصلاح		کیجئے گا نہ قافیون کا خون

اشعار در وصف صدری عطائے نواب

اثر مین گرم ہے ایسے حضور کی صدری	کہ سرد ہو گئی جس سے سمور کی صدری

کہان سفید فلالین کی یہ تھی صدری
نہوتا شادمین آتنا جو بہیجتے ادریس
برہنہ ہوتے نہ جنت مین حضرت آدم

خدا نے بہیجے تھے جنت سے نور کی صدری
بدست حضرت جبریل حور کی صدری
جو اونکے تن مین یہ ہوتی حضور کی صدری

بسان حلۂ فردوس حضرت سالم
ہمارے واسطے لائے حضور کی صدری

قطعہ

فصل باغ خزان مین ہو سرسبز
روکے سے کب کسی کے رکتا ہے
حکم تیرا ہے شہسوارون پہ

تم جو جاری کرو بہار کا حکم
آپکی کلک مشکبار کا حکم
جیسے پیدل پہ ہو سوار کا حکم

ولہ

وہ رتبہ ہے تیرا کہ قلم لکہہ نہین سکتا
ازبسکہ تری تیغ نے ٹیڑہی کئے سیدہی

اور یون بہی لرزتا ہے کہ کم لکہہ نہین سکتا
کوئی بہی الف لام کو خم لکہہ نہین سکتا

ولہ

ہے کیفقون کو نظر آتا کہین نور لطیف
ہے دلیل اسکی کہ انوار الٰہی ترکی

دیکہتی کیا تمہین اُس کور شقی کی آنکہین
وہی دیکہیگا کہ ہو جسکو نبی کی آنکہین

ولہ

تم نظر آئے نہ ایسے خصم بدکردار کو
کی تہی بندوق ایسی مہ طلعت پہ روشن نگی ذہر

جو شب ہجرت پیمبر فرقۂ کفار کو
چاہتا عالم ہے جسکی دولت دیدار کو

ولہ

دوستو عاشورۂ ماہ محرم ہوچکا
رونے والے یون تو روتے ہی رہین گے عمر بہر

حضرت شبیر کے مرنے کا تو غم ہوچکا
پر بظاہر یہ جو دس دن کا تہا ماتم ہوچکا

تاریخ ہندی تولید فرزند راجہ نابہہ

آج روشن ہوگیا شمس الضحیٰ بدر الدجا
آج نابہی کی زمین کا آسمان پیدا ہوا

قبلۂ عالم تمنا کعبۂ خلق آرزو
داروئے درد دل و درمان جان پیدا ہوا
اختر برج شرافت ماہتاب چرخ فخر
آفتاب کشور ہندوستان پیدا ہوا
بولا یہ پیر خرد خواہش جو کی تاریخ کی
کر رقم ترکی چراغ خاندان پیدا ہوا

رباعیات

نواب حسین مانگرولی جیسا
ترکی بخدا کہین نہین ہے دیکھا
سورکٹھ مین ہے ایسی اوسکی قدر منگرول
جیسے کہ شرف زمین پہ ہے کعبہ کا

ولہ

جو بزم عزائے شاہ مین آتے ہین
یہ رشک مرے سخن سے وہ کہاتے ہین
آجائے جو آنکھ مین قضارا آنسو
مانند زمین خشک پی جاتے ہین

ولہ

ہم پیشون سے اپنے جو حسد کرتے ہین
ہین نیک اگر تو وہ بھی بد کرتے ہین
نواب کی لیک کیا ہے بخشش ترکی
راندہ بھی جو آئے پہر نہ رد کرتے ہین

ولہ

عاشق ہون تو کوئے دلربا کو جاؤن
گلچین ہون تو باغ جانفزا کو جاؤن
ترکی یہ تمنا ہے کہ تاراگڑہ سے
مانند نگاہ کربلا کو جاؤن

ولہ

پہر خدمت نواب جہان مین آئے
پہر بارگہ شاہ زمان مین آئے
فردوس مین مرکر گئے آدم ترکی
ہم زندہ مگر قصر جنان مین آئے

ولہ

پیری کے سبب شراب خانہ چھوٹا
محفل مین پری رخون کے جانا چھوٹا
مسجد مین بھی ترکی ہے برسون لیکن
افسوس نہ افیون کا کھانا چھوٹا

ولہ

ہے دل مین نہ مدح اب کسی کی لکھون
نے شیخ کی ترکی نہ ولی کی لکھون
برسون ہی ثنا لکھی ہے اونکی اب تو
لکھون تو حسین ابن علی کی لکھون

تم لعل سے ترکی نہ للی سے مانگو
مانگو نہ کبھی اور اگر ہو خواہش
کچھ غوثؓ سے مانگو نہ ولی سے مانگو
اللہ سے محمدؐ سے علیؑ سے مانگو

وله

نادان بھی اگر مثال دانا پڑھ لے
کھولون نہ مین لب قسم ہے ترکی مجھ سے
پھر سہل ہے یہ کہ ساری دنیا پڑھ لے
آقا کے سوا جو کوئی اچھا پڑھ لے

وله

جو نام علیؑ مین ہم نے لذت پائی
ترکی بخدا قصر جہان مین ہم نے
ایسی نہ کسی نام مین برکت پائی
کونین کی اس نام سے نعمت پائی

وله

نواب جو سعدؔ ہے تو سعدیؔ مین ہون
ہمنام حسینؑ گر جہان مین وہ ہین
اکبرؔ ہے وہ گر تو مثل فیضیؔ مین ہون
تو خسروؔ و فا شعار ترکی مین ہون

وله

مین گرچہ برا ہون یا بھلا ہون ترکی
ہرچند برا ہون مین بقول حاسد
ہون رند کہ خواہ پارسا ہون ترکی
پر خادم آل مصطفےٰ ہون ترکی

وله

ہر ملک کے ہر فیض رسان کو دیکھا
پر بحر سخاوت کا شناور ترکی
ہر ابن فلان ابن فلان کو دیکھا
شبیرؔ کے ہمنام جوان کو دیکھا

وله

اپنا نہین ہر اک کو گوارا پڑھنا
جبریل بھی فرماتے ہین سنکر ترکی
آقا ہی سمجھتا ہے ہمارا پڑھنا
مشکل ہے حقیقت مین تمارا پڑھنا

وله

مجکو نہ کسی اہل زبان نے روکا
کسواسطے پھر بزم عزا مین ترکی
نے حضرت نواب زمان نے روکا
پڑھنے سے مجھے جمال خان نے روکا

وله

کیا غم کہ حسود آسمان ہے میرا
مین گرچہ ہوا ہون پیر ترکی لیکن
نواب زمن تو مہربان ہے میرا
خاقان کلام نوجوان ہے میرا

وله

مجھسا نہ کسی شخص نے پایا پایا
جو سب کو ملا وہ مینے تنہا پایا

اب اور خدا سے کیا مین مانگون ترکی — ہمنام حسین جبکہ آقا پایا

وله

دنیا کی تو منعم کو عطا کی دولت — درویش کو دی صبر و رضا کی دولت

مجکو غم شبیر مین بخشا ای داور — ہر ماہ محرم مین بکا کی دولت

وله

دنیا کی بلندی کبھی پستی دیکھی — اس دار فنا کی خوب ہستی دیکھی

جب اہل دول کو ہمنے دیکھا اوسمین — فرعون سے کم نہ خود پرستی دیکھی

وله

ادنی ملا اعلی سے تو اعلی ہوگا — قطرہ جو گرا بحر مین دریا ہوگا

کیونکر نہ بڑہے سایۂ شہ سے ترکی — پانی جو ملا کاہ کو بالا ہوگا +

وله

کب کہتا ہون یہ علم کا دریا ہون مین — یا گوہر معنی کا شناسا ہون مین

تہمت ہے یہ ایک آشنا کی ورنہ — عاقل کبھی کہتا ہے کہ دانا ہون مین

وله

کب کہتا ہون خلاق معانی ہون مین — طالب ہون کہ یا محسن فانی ہون مین

طوسی جسے کہتے ہین خداے معنی — اوس اہل کمال کی نشانی ہون مین

وله

سادات تو کہتے ہین مجوسی مجکو — اور قوم مجوس خاص روسی مجکو

پر شکر کہ جانتے ہین ترکی نواب — اولاد بزرگوار طوسی مجکو

وله

شیراز ہے مانگرول سعدی مین ہون — دہلی جو کہوا سے تو فیضی مین ہون

مین کچہ بھی نہین ہے لاکھ توبہ میری — نواب کے فیض ہی سے ترکی مین ہون

وله

گو طور ہے کہسار جہان سے کمتر — زمزم ہے محیط بیکران سے کمتر

برتر ہے وہی شرف مین جو برتر ہو — جانو نہ نجف کو آسمان سے کمتر

وله

عاقل ہوا بے زر تو نہ جاہل ہوگا — جاہل کو ملا زر تو نہ عاقل ہوگا

ہوتا نہین مس داغ اوٹھا کر سونا — دہونے سے نہ مس زر کے مقابل ہوگا

اللہ کو سکان حرم نے پایا	ولہ	حورون کو جوانان ارم نے پایا
کاوس نے جاہ جام جم نے ترکی		نواب میان حسین ہم نے پایا
اے کاش مری زر کو محبت ہوتی	ولہ	زردارون کو تا مجھ سے نہ نفرت ہوتی
یا ہوتی نہ زر لینے کی خواہش مجکو		زردارون کو یا فیض کی ہمت ہوتی
شبیر کی شمشیر زبان ہے میری	ولہ	اعدا کے لئے تیر زبان ہے میری
روشن ہون نہ معنی مرے کیونکر ترکی		والشمس کی تفسیر زبان ہے میری
اک سال ہوا ہے خوار ہوتے ہوتے	ولہ	ہوتا نہین روزگار ہوتے ہوتے
مرجائینگے ہے یقین ترکی ہم کو		اس شہر مین ماہوار ہوتے ہوتے
مشفق نہ قوافی کی خبر ہے تمکو	ولہ	از بر نہ ابھی زیر و زبر ہے تمکو
ململ کا نہین قافیہ مائل ہوتا		مانو جو سخن فہم کا ڈر ہے تمکو
مقتل کا اگر قافیہ قاتل ہوتا	ولہ	دُلدُل کا بھی پھر قافیہ بیدل ہوتا
یارانہ سے کہتا ہون بُرا مت مانو		ململ کا نہین قافیہ مائل ہوتا
تاریخ کو کہتے ہو رباعی صاحب	ولہ	چشتی کو بناتے ہو رفاعی صاحب
اک آپ سے عاقل نے لکھا تھا خط مین		اخوان حقیقی کو رضاعی صاحب
تازہ نہین کچھ شوق یہ ترکی مجکو	ولہ	مدت سے ہے اس گھر کی غلامی مجکو
پیری مین کرون ترک نہین ہے زیبا		طفلی سے محبت ہے علی کی مجکو

سہرا حضرت قاسم

زیب رخ نوشاہ خوش اطوار ہے سہرا		خجلت دہ سلک در شہوار ہے سہرا

ہر چند ہے کم وزن مین برگ گل تر سے
پر لعل سے قیمت مین گران بار ہے سہرا

واقف ہے کہ آب دم شمشیر پیئے گا
نوشاہ کا جو تشنۂ دیدار ہے سہرا

کس کام کا سہرا کہ جو حورون نے نہ گوندھا
قاسم سا نہ دولہ ہو تو بیکار ہے سہرا

پوچھینگے جو نواب کہ کچھ لکھا ہے ترکی
ہم پڑھ کے سنا دینگے کہ تیار ہے سہرا

سلام و نوحہ جات

سلام

شہ کہتے تھے کاش اکبر خوشخو نظر آئے
پژمردہ ہے مجکو مرا گلرو نظر آئے

جب تیغ کو کھینچا پسر ضیغم حق نے
تھے شیر ژیان جتنے وہ آہو نظر آئے

جو عطر گل اور مشک سے بانو نے تھے پالے
تر خون مین اکبر کے وہ گیسو نظر آئے

دیکھا شہ والا نے جو عباس کا لاشہ
شانون سے جدا شیر کے بازو نظر آئے

شہ کہتے تھے مین زور امامت جو دکھاؤن
لشکر ترا اے شمر نہ پھر تو نظر آئے

تھا دل مین یہ قاسم کے کہ اک ہاتھ مین دو ہو
ارزق کا جگر گر کوئی پہلو نظر آئے

مقتول نے جو دوش پیمبر پہ تھے ٹیکے
سو ٹکڑے وہ آئینۂ زانو نظر آئے

کیون ابر کے پردہ مین نہ خورشید ہو مخفی
بے ظل ردا جب سر بانو نظر آئے

ہنستے کبھی سجاد کو دیکھا نہ پس شاہ
جب دیکھا تو رخسار پر آنسو نظر آئے

ہے عرض یہی رو کے کہ رویا مین کسی شب
شہ کا مجھے ترکی قد دلجو نظر آئے

ایضاً

ہو گیا مقبول عالم یہ سلام ایسا ہوا
اے سلامی مرحبا اپنا کلام ایسا ہوا

جا کے صغرا سے کہا قاصد نے رو کر شاہ پر
صبحدم ایسا ہوا اور وقت شام ایسا ہوا

حرنے جب کی جان اپنی شہ کے قدمون پر نثار
تب تو اوسکا عالم بالا مین نام ایسا ہوا

دیکھکر کہتے تھے کوفی ضربت عباس کو
سچ تو ہے رستم ہوا ایسا نہ سام ایسا ہوا

کہتا تہا ہردم یہ ابن سعد سے ابن زیاد
حاکم رے تو بنے گا گر یہ کام ایسا ہوا

عمر تر کی نے بسر کی جب غم شبیر مین
تب تو اوسکا مرتبہ لے خاص و عام ایسا ہوا

سلام مجرا

مجرئی روتے رہے دسوین کو سرور رات بہر
تھی دعائے بخشش امت زبان پر رات بہر

چپکے سنتا تہا وہ سب کی پر نہ دیتا تہا جواب
حر کو سمجہاتا رہا کوفے کا لشکر رات بہر

بسکہ تہا شوق شہادت جان نثاران حسین
باڑھ پر رکھتے رہے شمشیر و خنجر رات بہر

کہتے تھے احباب شہ ہے زیست کی شب آخری
آج جتنا ہو سکے ہو ذکر داور رات بہر

لکھتا ہے راوی کہ بعد از قتل شہ چالیس روز
پاسبانی کرتے تھے لاشونکی حیدر رات بہر

پھر ہوی تہ کی شب عاشورہ عالم مین عیان
آج ہوگا ماتم شبیر گھر گھر رات بہر

سلام

جو شہ نے دیکہا کہ ہین صف آرا ادہر سوار اور اودہر پیادے
قدم قدم پر کہڑے ہین اعدا ادہر سوار اور اودہر پیادے

تو روکے بولے کہ میرے داور رہے حمایت مین تیری اکبر
کہڑے ہین پیش و پس اوسکے صدہا ادہر سوار اور اودہر پیادے

چلے جو عباس سوئے دریا اٹھاکے تیغ شرر فشان کو
تو چھوڑے جاتے تھے اپنا قبضہ ادہر سوار اور اودہر پیادے

صدا یہ دینے لگے تب اکبر بڑے جو نرغہ مین اشقیا کے
دو رویہ گھیرے ہین مجکو با با ادہر سوار اور ادہر پیادے

چچا سے کرتے تھے عرض نوشہ نہ آپ گھبرائین دل مین واللہ
اگرچہ کرتے ہین مجہ پہ حملہ ادہر سوار اور ادہر پیادے

چلا اسیرون کو لیکے جسدم یہ شمر کہتا تہا ہو کے برہم
کہ رکھین محمل کے گرد پہرا ادہر سوار اور ادہر پیادے

کیا عمر نے یہ حکم جاری جو فوج دریا پہ ہے ہماری
نہ چہوڑین ساحل رہین مہیا ادہر سوار اور ادہر پیادے

نہ کھول لب کو خموش ترکی کہ کربلا کیطرح یہان بھی
قدم قدم پہ کھڑے ہین اعدا ادہر سوار اور ادہر پیادے

سلام

فراق شاہ کا بانو کو غم ابھی سے ہے
لبون پہ حضرت زینب کے دم ابھی سے ہے

ہنوز شاہ کا ہے مرغ جان قفس مین بند
کہ وان کھلا در باغ ارم ابھی سے ہے

یہ کیا غضب ہے کہ زندہ ہین شاہ کرب و بلا
حرم پہ اہل جفا کا ستم ابھی سے ہے

ہنوز خیمہ سے آگے بڑہے نہین عباس
کہ فوج شمر کا پیچھے قدم ابھی سے ہے

یہ ڈر ہے آمد شہ کا کہ روح اعدا کو
خیال جادۂ ملک عدم ابھی سے ہے

پڑا نہین ابھی گردن مین طوق پر یہ حال
کہ پشت عابد بیمار خم ابھی سے ہے

ہنوز نوحہ اصغر نہین لکھا ترکی
زبان کلک و دو پیکر قلم ابھی سے ہے

سلام

کہتے تھے شاہ نہ مانگ اے دل مضطر پانی
گر پئین گے ابھی جاکر لب کوثر پانی

دیکھا بیہوش سکینہ کو تو سرور نے کہا
لاؤ تھوڑا سا کہین سے علیؑ اکبر پانی

جب علمدار چلے بحر کو بولے شبیرؑ
لائے گا لائے گا میرا یہ برادر پانی

حیف شاہ دوسرا کو نہ ملے قطرۂ آب
اور پئین شمر ستمگار کے نوکر پانی

نعش سرور پہ جو کی حضرت زینب نے بکا
مجرئی ہو گئے سنکر اوسے پتھر پانی

یاد آئی جو لب بحر سکینہ کی وہ پیاس
شاہ نے پھینکدیا چلو مین لیکر پانی

اے فلک حیف کہ جو ساقیٔ کوثر کا ہو لعل
خون سے اوسکے پئے شمر کا خنجر پانی

وہ سخی ابن سخی گر نہ عنایت کرتا
حُر کا اوس دشت مین پاتا وہ لشکر پانی

دیکھتا تشنہ لبی آل محمدؐ کی اگر
ڈھونڈھتا پھر بقا پھر نہ سکندر پانی

کہتے تھے شمر لعین سے دم کشتن شبیرؑ
ذبح کر مجکو تو تھوڑا سا پلا کر پانی

سنکے شب نوحۂ ہمشکل پیمبر ترکی
بہہ گیا خون جگر آنکھ سے ہو کر پانی

ایضاً

ہوے فوج شہ پر ستم کیسے کیسے
کٹے سرور عنا قلم کیسے کیسے

علمدار شہ نے ہنا نا ہنا نا
دئے شمر نے اونکو دم کیسے کیسے

نہالان سر سبز باغ نبوت
کئے باغیون نے قلم کیسے کیسے

سر نعش شبیرؑ کرتے ہین نوحہ
ستم دیدگان حرم کیسے کیسے

جگر خستہ ترکی کو چرخ ستمگر
دکھاتا ہے ہر روز غم کیسے کیسے

سلام

شاہ فرماتے تھے یہ لشکر اعدا کیا ہے
دونون عالم جو مقابل ہون تو پروا کیا ہے

حر سے کہتا تھا پسر نعمتِ جاوید کو لے
اے پدر دولت دو روزہ دنیا کیا ہے

فوج اعدا سے کہا شاہ نے رن مین جا کر
مین کرون بیعت فاسق یہ تمنا کیا ہے

آج لے دولتِ دین شمر سے کہتے تھے جب
جز خدا کون ہے آگاہ کہ فردا کیا ہے

بولے شبیر کہ مرنے کو نہ جاؤ قاسم
تیرہوان سال ہے تمنے ابھی دیکھا کیا ہے

روئے سرور جو کہا شمر لعین نے ہنسکر
آپ کو احمد مختار سے رشتہ کیا ہے

دین کو برباد کیا دولت دنیا کی عوض
شمر سمجھا نہ کہ قدر شہِ والا کیا ہے

فارسی بھول گئے ہم تری اردو سنکر
کون کہتا تھا یہ ترکی تجھے آتا کیا ہے

سلام

بانو کہتی تھی تیری ای ماہ انور چاندنی
کرتی ہے بے شاہ دین کی کار اخگر چاندنی

قتل شہ سے ہو شبستان نبوت بے چراغ
اور ہو اے ماہ تابان تیری گھر گھر چاندنی

شمر سے کہتے شہ دنیا کی رونق پر نہ بھول
ماہ کامل کب رہا کرتی ہے شب بھر چاندنی

اس طرف سے اس طرف جاتا نہیں ہے ماہتاب
روضۂ شبیر پر کھاتی ہے چکر چاندنی

ہے یہ کیا اندھیر ہو نعش شہ دین دھوپ مین
اور بیٹھین شمر کے جا کر بچھا کر چاندنی

ہے غبار آلودہ روئے آفتابِ بوتراب
ماہتابان کی نہو کیونکر مکدر چاندنی

بانو سی کہتی تھی شہ اکثر شب مہتاب مین
روئے اصغر پر ضیا ہی پا ہی خوشتر چاندنی

یون تن سیمین سر و سے گذر جاتی تہی تیر
جسطرح شاخ شجر سی نکلی چہنکر چاندنی

رات بہر قبر شہ دین پر مجاور کیطرح
بیٹھی رہتی ہے بچہا کر اپنی چادر چاندنی

بعد قتل شہ فروغ اشقیا مشانہ کیون
بعد دو ہفتہ کے گہٹ جاتی ہی بڑہکر چاندنی

بانوی غم دیدہ کا گر داغ دل روشن ہوا
پہر نہ اکدم ٹہر گئی روئی زمین پر چاندنی

میرا شہرہ غرب تک ہی گرچہ مین ہو شرق مین
چاند جیسے ہو فلک پر اور زمین پر چاندنی

یہہ فروغ مہ زمین پر ہی کہ غم مین شاہ کر
بیٹھی ہی ترکی صف ماتم بچہا کر چاندنی

قطعہ

شامیون کا چراغ رنگ بجہا
دیکہا جب روئی پر ضیائی حسین

موہنہ کی کہا کر گرا وہ کور ازل
لیکے اٹہا تہا جو قبائی حسین

پڑ گیا غل حرم مین ماتم کہا
گہوڑے پر جب نظر آئی حسین

ناریون کی جگر کو پہونک دیا
چمکی جب تیغ شعلہ زائی حسین

پسر سعد کہتا تہا رد کو
جانب اب ہان نہ جائے حسین

پانی دکہلا کے پہینک دیتا تہا
شمر ناری بجاک پائے حسین

قطعہ

مانتے ہین مری کلام کو سب — گو بظاہر ثنا کرین نکرین
دل مین کہتے ہین حبذا احباب — موہنہ سے گو مرحبا کرین نکرین
کہتے ہین شہ سوال آپ قبول — کیا جبر اشقیا کرین نکرین

ترکی اس تنگ قافیہ مین مدد
شاہ مشکل کشا کرین نکرین

قطعہ

عیان شد بر فلک ماہ محرم — کنون شور و فغان است و من استم
خیال خال و خط طے کردہ اینک
غم شاہ جہانست و من استم

ولہ

لکہتا ہے ہر اک بندہ مشتاق معانی — سوگند خدا کی ہے مجہے خلاق معانی
کیون حرز گلو بجر وصا ز کیا اسکو
گر فضل مین کم تہے مری اوراق معانی

ولہ

دوزخی مجہکو کہو یا جنتی مجہکو کہو — بدعتی مجہکو کہو یا رافضی مجہکو کہو
ترکیا حب علی الا ہو گی مجہے ترک

جی جو آئے تمہارے وہ اجی مجھکو کہو

نوحہ

بانو کہا رو کے جو مارے گئے اصغر ہے ہے مری اصغر

چھلنی ہوا کیا حلق ترا تیر سے چھدکر۔ ہے ہے مرے اصغر

کچھ دودھ دملا تمکو نہ پانی مرے جانی۔ یہہ تشنہ دہانی

ٹھنڈے ہوئے فردوس مین جاکر لب کوثر۔ ہے ہے مری اصغر

کیا قاتل بے رحم کو کچھہ رحم نہ آیا جو تیر چلایا

آب سم قاتل مین کئی بار بجھا کر۔ ہے ہے مرے اصغر

کیون مرگئی پہلے نہ مین مرنے سے تمہارے ای انکھونکی تارے

اس جینے سے مین جانتی اوس مرنے کو بہتر۔ ہے ہے مرے اصغر

تم پہر گئے خلد کو پہلے علی اکبر۔ اے وائے مقدر

کیا پادن پیاری میرے گہر موت نے آکر۔ ہے ہے مری اصغر

جب گودمین باباکی لگا تیر تمہارے۔ ای میری دلارے

کیا ننہی سی جان تم نے گنوائی ہے تڑپ کر۔ ہے ہے میری اصغر

کس درد سے کہتی تہی یہہ بانو کہو تم بہی۔ سر پیٹ کے تڑپکے

ہے ہے مری اصغر میری اصغر میری اصغر۔ ہے ہے میری اصغر

نوحہ

جب قتل ہوئے شاہ تو کہنے لگی زینب فریاد ہے یارب
باقی نظر آتا نہین کنبہ مین کوئی اب فریاد ہے یارب

تا مرگ مرے دل سے نہ جائیگی یہ حسرت لے وائے مصیبت
پانی سے نہ تر شمر نے بھائی کا کیا لب فریاد ہے یارب

بار غم شبیر کی مجکو نہین طاقت اللہ کی قدرت
وہ قتل ہوئے سامنے جیتی رہی زینب فریاد ہے یارب

بے گور و کفن گرم حسینؑ ابن علیؑ کا ہے دہوپ مین لاشہ
پُر کینہ سے ابتک ہے مگر شمر کا قالب فریاد ہے یارب

دل جلتا ہتا ترکی کہا بانو نے یہ جس دم بادیدۂ پُر نم
فریاد ہے فریاد ہے فریاد ہے یارب فریاد ہے یارب

ایضاً

کہتی تھی بہن روکے جو مارا گیا بھائی ہے ہے مرے بھائی
مجہسے نہ سہی جائے گی اب تیری جدائی ہے ہے مرے بھائی

کس نے ترا سینہ کیا تیرون کا نشانہ مظلوم حسینا
کس نے ترے حلقوم پہ تلوار چلائی ہے ہے مرے بھائی

کس ظالم بیرحم نے کاٹا ہے ترا سر اے میرے برادر
یہ نہر ترے خون سے کس نے ہے بہائی ہے ہے مرے بھائی

سارے ہی ہوئے قتل جو تھے آل عبا مین اس دشت بلا مین
کیا آج لٹی حیدر و زہرا کی کمائی ہے ہے مرے بھائی

کس زور سے مارے ہیں سکینہ کو طمانچے اس شمر لعین نے
سنتا نہ تھا اللہ محمد کی دوہائی ہے ہے مرے بھائی
ہفتم سے نہیں پانی پیا اہل حرم نے سب روتے ہیں بچے
ہے پیاس سے بیہوش سکینہ تری جائی ہے ہے مرے بھائی
سر ننگے میں کرتی ہوں تری لاش پہ زاری تم دیکھو تو واری
خاتون قیامت بھی ہے روتی ہوئی آئی ہے ہے مرے بھائی
زینب نے کہا سنکے یہ تر کی مرا نوحہ فریاد خدایا
روتی ہے مرے بھائی کو کیا ساری خدائی ہے ہے مرے بھائی

ایضاً

بانو نے کہا رو کے جو مارے گئے سرور ہے ہے مرے سرور
غمخوار ہمارے نہ رہا کوئی بھی سر پر ہے ہے مرے سرور
بستر پہ پڑا عابد بیمار ہے روتا کھاتا ہے نہ پیتا
اور گل کا ہوا سوکھ کے کانٹا تن اطہر ہے ہے مرے سرور
سر ننگے پھراتی ہے ہمیں نانا کی امت اے وائے مصیبت
در در کبھی کوفہ میں کبھی شام میں گھر گھر ہے ہے مرے سرور
شوہر ہے نہ بھائی ہے نہ بیٹا ہے نہ والی سب گھر ہوا خالی
ویران ہوا کاشانۂ ناموس پیمبر ہے ہے مرے سرور
اک باقی سکینہ ہے سو مرتی ہے وہ پیاسی احمد کی نواسی
قطرہ نہیں دیتا ہے کوئی پانی کا لاکر ہے ہے مرے سرور

ترکی ترے اس نوحہ جانکاہ کو سنکر کہرام ہے گہر گہر
سر پیٹ کے کہتی ہے ہر اک دختر و مادر ہے ہے مرے سرور

قصیدہ بزبان ریختی در مدح نواب میر فرخندہ حسین خان

باجی دیکھو تو ذرا آج ہے جلسا کیسا
میر عالم کے ہے تالاب پہ میلا کیسا

کوئی شکرم پہ سوار اور ہے رتھ پر کوئی
کوئی آتا ہے اڑاتا ہوا گھوڑا کیسا

نور بی عارض تابان سے اٹھا کر برقع
دیکھو تو سامنے ہوتا ہے تماشا کیسا

جسکے سر پر ہے سیاہ رنگ کی رومی ٹوپی
چہرہ اوس شوخ نکیلے کا ہے گورا کیسا

نوجوان وہ کہ جو ہے بائیسکل پر بیٹھا
جھک کے دیکھو تو ہے اوسکا قد بالا کیسا

کالے چہرہ کو لگا کر مجھے گوڑے خان نے
رات کو بیٹھ کے رستہ مین ڈرایا کیسا

اس موئی سوت کے بہکانے سے دیکھو سمدن
مردوئے نے مجھے جا بکتے سے ہے مارا کیسا

ننگے سر جیٹھ کے آگے تو ہون آتی جاتی
چھوٹے دیور سے مگر کرتی ہون پردا کیسا

منہ تاکا ہے اگر غیر کو دیدے پہوٹین
ساس پہر کرتی ہے گہر گہر مرا شکوا کیسا

غیر سے بات نہین کی ہے جو تمنے خانم
سوت کرتی ہے محلہ مین یہ چرچا کیسا

چودہوان [۱۴] سال ہے اوسکو مین ہو جیسی ننھی کیسی
گود مین لیکے وہ پہر مجکو اٹھاتا کیسا

مین بہی باندی نہین ہے شو جو جورو صاحب
مین سنون اوسکی یہ ہے آپکا ایما کیسا

مین کہلے بالون سے بیٹھی ہی رہونگی صاحب
تم نہ لائے ہو مرے سر کو دوپٹہ کیسا

اودی ساری جو نہ لائے تو بلا سے میری
رنگ لہنگے کا بہی دیکھو تو ہے پہیکا کیسا

اب جوان آپ ہوئین خیر سے بیٹھو گھر مین — عید کا دیکھنے جاتی ہو تماشا کیسا
کوئی چھیڑے نہ تجھے خوف یہی ہے مجھکو — آج تالاب پہ ہے بھیڑ بھڑاکا کیسا
بڑی بی عید کا حیلہ ہے نہ روکو مجھکو — گھر مین نواب کے جاتی ہون مین میلا کیسا
کون نواب جو مشہور ہے **فرخندہ حسین** — دیکھنے جاتی ہوئین اون کو تماشا کیسا
دیکھ تو مطلع گلرنگ ثنا مین اون کی — مین نے شنجرف سے اسوقت ہے لکھا کیسا

مطلع ثانی

بزم نواب مین ہے آج تماشا کیسا — مین نہ مانونگی نہ روکو مجھے پروا کیسا
تیری تلوار نے دشمن کو بھگایا کیسا — ترے اطوار نے حاسد کو جلایا کیسا
بعد صف افگن مرحوم کے فرخندہ حسین — ہے تجھے نور سے اس گھر کا اوجالا کیسا
شش جہت مین ہے ترے فیض کا جاری دریا — جود کا تیرے ہے ہر شہر مین چرچا کیسا
دیکھکر ضیغم ہمت کو تمھارے نواب — دشمن کلب صفت خوف سے بھاگا کیسا
وہ جو اقرار تھا اوستاد سے دیکھو ترکن — آج نواب اوسے کرتے ہین پورا کیسا
اب غزل پڑھکے کرو ختم قصیدہ ترکن — دیکھین اس رنگ مین ہے آپکا دعوا کیسا

غزل

واہ جی جان نہ پہچان یہ ٹھٹھا کیسا — بے سبب آپنے دامن مرا کھینچا کیسا
ہاتھا پائی نکرو دور ہی بیٹھو صاحب — مین چلی جاؤنگی اٹھکر یہ تقاضا کیسا
کونسی کل ہے کہ ہوجائیگی وہ آج سے مجھے — جان من آپکا ہے وعدۂ فردا کیسا

تب کو وہ دہم سے گرا جو گھر مین میرے | ڈر کے دہڑکا مرا اوسوقت کلیجا کیسا
جان مٹی مین مری آگئی چھوڑو صاحب | دیکھو سینہ سے ٹپکتا ہے پسینا کیسا
پہلی سی آپکی خواہش وہ الفت میری | آج پہر آپنے چھیڑا ہے یہ قصہ کیسا
گری سرخ کے دو ایک نہین جام پئے | آنکھ مین آپکے پہر لال ہے ڈورا کیسا
ایک بہی عہد کیا تو نے نہ مجھ سے پورا | مینے ہر قول ترے ساتھ نباہا کیسا
بیاہ نواب کا جلدی سے دکھا دے یا رب | ہے یہ سامان توقف مرے مولا کیسا
دولہ نواب بنین گے مرے بنو جھبدن | دیکہنا گوندہ کے لاتی ہون مین سہرا کیسا
عید ہر روز ہو نواب کے گھر مین یا رب | ہر سحر خلق کہی آج ہے جلسا کیسا

محفل عشرت نواب مین دیکھو ترکن
بی سلامت نے پڑہا آج قصیدہ کیسا

تاریخات

قطعہ تاریخ طبع از جناب مولا میکش مرحوم و مغفور

چھپتا ہے وہ دیوان کہ جو مقبول جہاں ہے | ہے موج پئی طبع روان حضرت ترکی

برجستہ لکھو مصرعۂ تاریخ یہ میکش
جوش گل گلزار سخن گلشن معنی

۱۸۹۷ء

قطعہ تاریخ از مولوی امجد صاحب تلمیذ مصنف

یہ دیوان ایسا ہے رنگین دلا — کہ جمتا نہین رنگ دزد حنا

ہوی فکر تاریخ امجد کو جب
کہا خوب دیوان تر کی چھپا

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی سعد و جمیلہ معروف بہ نغمۂ درد

خلاق جہان کی حمد کرنا ۔۔۔ کوزے مین ہے رود نیل بھرنا
ہر فرد کو زوج اوس نے بخشا ۔۔۔ ہر بیت کو اوج اوس نے بخشا
نور اوسکا مکین ہے ہر مکان کا ۔۔۔ مالک ہے زمین و آسمان کا
وہ خالق فرش و عرش اعلی ۔۔۔ ہے سب مین پہ سب سے ہے نرالا
آتا نہین گرچہ وہ نظر مین ۔۔۔ رہتا ہے مگر دل بشر مین
پتھر مین وہ لعل ڈالتا ہے ۔۔۔ دریا سے گہر نکالتا ہے
گر لاکھ برس تلک مین لکھون ۔۔۔ ہو تب بھی ادا نہ حمد بیچون

در نعت سرور کائنات محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

نعت از پئے ختم مرسلین ہے ۔۔۔ جو سرور خیل اولین ہے
ہے حق کی زبان زبان اوسکی ۔۔۔ لولاک لما ہے شان اوسکی
ہے تاج سر رسل محمد ۔۔۔ ہے باغ جہان مین گل محمد
ہے شافع خلق حق پیارا ۔۔۔ کونین کو اوس کا ہے سہارا

احمد سا اگر نبی نہوتا — بخشش کا سبب کبھی نہوتا
تا طور گئے جناب موسیٰ — اور چوتھے فلک تلک مسیحا
پہونچے سر عرش شاہ کونین — باقی رہا فرق قاب قوسین
مختار کا جب خطاب آیا — ہر ایک نبی نے سر جھکایا

التجا

اے حامیٔ امت گنہگار — وے از در کردگار مختار
ترکیٔ نزار ہیچ کارا — رکھتا ہے فقط ترا سہارا
ہون دل سے غلام پنجتن کا ۲ خادم ہون حسین اور حسن کا
دوزخ کے عذاب سے بچانا — فردوس مین گھر مجھے دلانا

در مدح صحابہ کرام

اصحاب رسولؐ جسقدر ہین — سب بعد نبی کے راہبر ہین
مومن نہین اون سے ہوگا منکر — کاذب ہے جو ہوگا حق کا منکر
یاران نبی پہ سر ہے قربان — اموال خزانہ گھر ہے قربان
بوبکرؓ و عمرؓ غنیؓ و حیدرؓ — چارون ہین یہ رتبہ مین برابر

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

یارب مری طبع کو روان کر — کلک دو زبان کو دُرفشان کر

لکھون جو نبی کا معجزہ مین — جھوٹے قصون سے تنگ گیا مین
سب عمر دروغ مین گنوائی — حاصل نہوئی کبھی صفائی
جو قصہ لکھا دروغ لکھا — اک نامہ نہ بافروغ لکھا
اختر کی لکھی کبھی کہانی — رادن کی کبھی سنائی بانی
درگا کا کبھی ترانہ گایا — رحمت کا فسانہ گہ سنایا
سچی نہ مگر کوئی لکھی بات — دھندے مین رہا شکم کے دن رات
امداد جو تیری ہو تو یارب — لکھون مین نبی کا معجزہ اب
تو بخش مری دروغ گوئی — تجھسا ہے کہان کریم کوئی

در مدح نظام دکن میر محبوب علی خان بہادر دام اللہ ملکہ

اے بلبل خامہ سر جھکا کر — سلطان زمانہ کی ثنا کر
رفعت مین فلک سے ہے جو برتر — سیرت مین ملک سے ہے جو برتر
دریائے کرم روان ہے جسکا — دامان گہرفشان ہے جس کا
جو آجکل اکبر زمان ہے — جو گوہر تاج سروران ہے
محبوب علی نظام دوران — ادنی ہے غلام جس کا خاقان
زر دینے مین بس نہین وہ کرتا — لینے کی ہوس نہین وہ کرتا
گر دونون جہان وہ حق سے پاتا — اک روز مین چار سو لٹاتا
مشتاق سخن سدا ہے دل سے — شعر اسکی بنا ہے آب و گل سے
جس فن کی کسیکو جستجو ہو — جا دیکھے وہ شہ کی بارگہ کو

ہر صاحب فن وہان ہے موجود ‏ ‏ ‏ ہر اہل سخن وہان ہے موجود

در وصف شکار ممدوح

گر اون کے شکار کا لکھون حال ‏ ‏ ‏ ہر سطر ہو مرغ کلک کو جال
لین نام جو اوس کا چار پائے ‏ ‏ ‏ سو تون کا پلنگ چھوڑ جائے
روبہ ہے ہژبر اوسکے ڈر سے ‏ ‏ ‏ دب جاتا ہے ببر اوسکے ڈر سے
شیر انکو ہے مارے اسطرح سے ‏ ‏ ‏ روباہ کو شیر جسطرح سے
باز اوسکا پرون کو گر ہلا لے ‏ ‏ ‏ سیمرغ کو قاف سے نکالے
سگ آئے جو اوسکا سوئے صحرا ‏ ‏ ‏ پھر شیر کی شان رسان مین ہوجا
لگتی نہین کچھ بھی دیر اوس کو ‏ ‏ ‏ ہے کھیل شکار شیر اوس کو
اس شیر کی جب سنی دہائی ‏ ‏ ‏ چیتے نے ہرن پہ جان گنوائی
ہے دوست جو اونکو حق ترانہ ‏ ‏ ‏ تب کرکے رقم یہ خوش فسانہ
سلطان کو نذر ہون مین کرتا ‏ ‏ ‏ ہرگز نہین مین عدو سے ڈرتا
یارب بطفیل مکہ بنیاد ‏ ‏ ‏ آباد رہے یہ حیدر آباد

در وصف حضرت وقار الامرا اقبال الدولہ وزیر دکن

ہے وصف وزیر نامور کا ‏ ‏ ‏ ہوش اڑتا ہے جس سے ہر عدو کا
از بسکہ سخی ہے یہ جوانمرد ‏ ‏ ‏ گویا ہے زر اسکے راہ کی گرد
کف اسکی ہے ابر فیض کا سیل ‏ ‏ ‏ ہین سیم و زر اسکے ہاتھ کی میل

مانگے جو کوئی گلیم آکر
دیتے ہین دو شالا اوسکو لاکر

پانی کے پیاسے کو دیا شیر
روٹی کی طلب جو کی تو دی کھیر

آکر کبھی سایل ان کے در سے
جاتا نہین خالی سیم و زر سے

ہے شہرۂ عدل انکا ہر سو
ہر سمت ہے انکے فیض کی جو

جاتا ہے جدھر سے یہ سخی مرد
کرتا ہے زمین سونے سے زرد

تکتے ہین فقیر ان کا رستہ
دیکھین ہین امیر انکا رستہ

آصف کی طرح یہ ہے سخا مین
یوسف سے دو چند ہین لقا مین

حق شاد رکھے مدام ان کو
دیتی ہے دعا عوام ان کو

اعزاز دو چند ہووے ان کا
اقبال بلند ہووے ان کا

در ذکر حکیم قادر بخش ناہوی

ناہیے مین ہین اک رفیق میرے
مدت سے ہین ہم طریق میرے

نام اون کا عیان ہوای خورسند
قادر سے جو بخشش کا ہو پیوند

کیونکر نہ لکھون مین اونکو بقراط
حکمت مین وہ آجکل ہین سقراط

گر نبض کو ہاتھ وہ لگا دین
مردے سے بھی باتین وہ کرا دین

اکبار للفضل می پرستی
جاتی رہے اڑائی میری مستی

سرما سے بدن اکڑ گیا تھا
جو گبر مین آگ پوجتا تھا

واقف ہوا جبکہ یہ جوان بخت
تنگی سے مرے تو کھولکر رخت

بھیجے وہین دس لحاف مجکو
جاڑے سے بچایا صاف مجکو

در مدح نواب محمد جعفر حسین خان صاحب مخاطب صف افگن جنگ بہادر

کچھ وصف ہون صف فگن کا لکھتا	ذکر اوسکی ہون علم و فن کا لکھتا
ذی فن سے ہے گو محبت ان کو	پر مجھ سے دلی ہے الفت انکو
جسدن سے مین ان سے آشنا ہون	پیری مین جوان ہوگیا ہون
ہوتا ہے جو دل اداس میرا	کرتے ہین وہ کام راس میرا
ہے اونکو مسافرون سے الفت	رکھتے ہین غریبون سے محبت
محتاج کو دیکے زر سے امداد	کرتے ہین غم خورش سے آزاد
ہر چیز وہ بے طلب ہین دیتے	بیواسطہ بے سبب ہین دیتے
جز داد و دہش نہین اونہین کام	فیض اونکا روان ہے صبح اور شام
کافی نہون جسکو چار دینار	دیتے ہین اوسے ہزار دینار
مجکو بھی مسافر اوسنے سمجھا	توقیر سے گھر مین لاکے رکھا
اک سال سے اوس کا مہمان ہون	ابتک تو عزیز مثل جان ہون
یارب جہان طفیل شبیر	برتر ہو جہان مین اسکی توقیر

در توقیر این فسانہ گوید

افسانہ نہین یہ معجزا ہے	احوال رسول کبریا ہے
اسطرح کا یہ نہین فسانہ	لکھتے ہین جو یارنی زمانہ
باطل کو کبھی ہین راست کرتے	اور راست کو ہین وہ کاست کرتے

اک شان کے بات اپنی دلمین   ہین آگ لگاتے آب و گل مین
ہے اب تو عجیب وہ فسانہ   سب کِذب کا جسمین ہو ترانہ
آگے ہے کہان اب ایسا قصہ   پہلو نکا جو ہو نہ جس مین حصہ
سچا تو لکھا ہے ہر کسی سے   جھوٹا بھی نہ چھوڑا پر کسی سے
اک قصہ کسی نے گر سنایا   لکھا ہوا جا بجا وہ پایا +
جس قصہ کو تازہ ہم نے جانا   دیکھا جو بغور تھا پرانا
سو جہد سے معجزا یہ پایا   تب بہی یہ خیال دل مین آیا
یہ گنج نہ پایا ہو کسی نے   یہ زر نہ لٹایا ہو کسی نے
ابتک تو مگر بزیر گردون   یاردن نے کیا نہ اسکو موزون
کوشش لکھنے مین کی ہے مینے   رونق قصہ کو دی ہے مینے
ہین گرچہ ہزارون شایق اُسکے   ہر یہ ہے ملے یہ لایق اوسکے
جسکا بسر فلک نشان ہے   وہ کون نظام کامران ہے

آغاز روایت

اک راوئی خوش بیان ہی لکھتا   اسطرح یہ داستان ہے لکھتا
تھا دردسر ایکدن نبیؐ کے   اوس دن تھے حضور گھر علی کے
بوبکرؓ و عمرؓ تھے اور عثمانؓ   عباسؓ و بلالؓ سعدؓ و سلمانؓ
اور عم کبار مصطفیؐ کے   سب جمع تھے گھر مین مرتضیٰ کے
پاشوئیہ کوئی کر رہا تھا   اور سر کو کوئی دبا رہا تھا

دیتا کوئی آبِ دم نبی کو · تا کم ہو وہ درد کم نبی کو
قرآن سنا رہا تھا کوئی · آیات لکھا رہا تھا کوئی
صندل کوئی گھس کے تھا لگاتا · دھنیا پسوا کے کوئی لاتا
نسوار بنا کے اک سنگھاتا · پٹی کوئی ماتھے پہ جماتا
گو یار علاج مین تھے معروف · ہوتا تھا مگر نہ درد موقوف
وہ درد تھا دم بدم زیادہ · تھا اس سے ہر اک کو غم زیادہ
رنج کرکے کہا بسوئے اصحاب · حضرتؐ نے کہ اے گروہ احباب
سچّا کوئی قصہ تم سناؤ · جسمین کہ نہ جھوٹ کی بنا ہو
پر شرط ہے یہ کہ وہ فسانا · خود دیکھا ہوا ہو فی زمانہ
شاید کہ ہو اوس سے درد سر کم · خورسند ہو دل ہمارا اس دم
بوبکرؓ نے دستہ بستہ ہو کر · کی عرض یہ اُٹھکے پیش سرور
ہو امر جو سرور جہان کا · تو حال کہون مین اک جوانکا
خود دیکھا ہوا ہے وہ سراسر · جز حق نہین کذب اُسمین تِل بھر
فرمایا کہ کہو کہا کہ حضرت · چلیسال کی ہوگئی ہے مدت
معمول تھا اون دنون یہ میرا · جنگل مین چرانا بکریونکا
اک روز مین دشت مین کھڑا تھا · میش اُور غنم چرا رہا تھا
دیکھا جو نظر اُٹھا کے اکبار · کیا دیکھتا ہون کہ ایک اسوار
آتا ہے فرس کو یون اڑاتا · جیسے کہ ہرن ہو تیز جاتا
پیچھے بھی سوار اوسکے اِک زن · رخ جسکا تھا مثل ماہ روشن

ابرو تھی کمان تیر مژگان — سیما تھا بسان مہر رخشان
وہ چشم سیاہ جو دیکھے آہو — پیچھے ہی رہے مثال گیسو
سنبل مین نہ پیچ اسقدر تھا — خم زلف مین اوسکی جسقدر تھا
ہر خال تھا چپٹ بہر مشتاق — ہر بال وبال جان عشاق
پر شہد سے تھا چہ زنخدان — بے آب تھا اوس سے چاہ کنعان
گردن تھی سفید مثل بلور — مینا بھی ہو دیکھکر جسے چور
برگ گل لالہ دونو رخسار — لب سرخ تھے وہ برنگ گلنار
تھا نخل صنوبر اوسکا قامت — ہر گام پہ کرتا تھا قیامت
اک حور تھی سر سے پا تلک وہ — پر نور تھی سر سے پا تلک وہ
آیا وہ جوان فرس اڑاتا — جس پیڑ کے نیچے مین کھڑا تھا
بولا وہ پس از سلام مجھ سے — پانی کی طلب ہے مجکو تجھ سے
موجود تھا پاس میرے پانی — سنتے ہی براہ مہربانی
جام آب کا کر کے اک لبالب — پینے جو دیا وہ پی گیا سب
او پیاسے کے پھر اوس نے دو پیالے — مانگے تو کئے وہین حوالے
اک اور پیا پھر اوس جوان نے — اور دوسرا جام دلستان نے
آسودہ ہوا جو آب پیکر — تب مین نے کہا کہ اے دلاور
کچھ نام و نشان اپنا تبلا — اے یار مکان اپنا تبلا
کس سو سے ہوا تمہارا آنا — اور کون سے سمت کو ہے جانا
گرمی کی طپش بڑی ہی اسدم — اور دہوپ بڑی کڑی ہے اسدم

سستا کے ذرا سوار ہونا — کچھ کھا کے غذا سوار ہونا
یہ سنکے وہ خوشخصال بولا — کچھ سوچ کے قیل و قال بولا
جو تم نے کہا بصد تلطف — ہم مانتے اوسکو بے تکلف
پر ہم تو بڑے عذاب مین ہین — گویا حق کے عتاب مین ہین
دشمن ہین ہزار ہا عقب مین — جان اپنی پڑی ہے اک غضب مین
دم لینے کا ورنہ تہا ارادہ — پر اب تو ہے جانے کا ارادہ
یہ کہہ کے وہ نوجوان سدہارا — ملنے بھی نہ روکا پہر دوبارا
اب تک وہ نظر مین تہے برابر — پہونچا پیچھے سے ایک لشکر
شمشیر برہنہ جسکے کف مین — سارے ہی بہادر انکی صف مین
ہر ایک کے پاس چار ہتہیار — بندوق خدنگ ڈہال تلوار
ہر سمت سے مینے وہ گئے جب — اسوار تہے اک ہزار وہ سب
آپس مین وہ کرتے تہے یہ تکرار — اس رہ سے گئے ہین وہ سیہ کار
ظاہر تہا تمام کے بیان سے — ہے انکو عداوت اوس جوان سے
جو ماہ تہا ساتھ مشتری کے — جویا یہ بشر ہین اوس پری کے
دو چار نے آکے مجہ سے پوچہا — نیزون کو ہلا کے مجہ سے پوچہا
اس رہ سے کدہر گئے ہین دو تن — اک مرد ہے نوجوان اور اک زن
گہوڑے پہ ہین وہ سوار دونون — سارق ہین وہ نابکار دونون
دیکھے ہون جو تو نے تو بتا دے — کر دیر نہ جلد تر بتا دے
مین نے یہ کہا کہ ہان گئے ہین — اس سمت سے وہ جوان گئے ہین

اوڑتی ہے وہ گرد بر ملو کے دیکھو
جاتا ہے وہ مرد بڑھ کے دیکھو

یان سے وہ گئے ہین آب پیکر
جانک لب تشنہ کام سی کر

یہ سنکے پتہ ٹلے وہ ظالم
آندہی کیطرح چلے وہ ظالم

جاتے تھے اوڑاتے باد پا کو
گرد اونکی نہ ملتی تھی ہوا کو

صرصر کیطرح یہ پہونچے اکبار
جاتا تھا جہان جوان جرار

پر ساتھ نہ سینے اونکا چھوڑا
سایہ کیطرح نہ پیچھا چھوڑا

تا دیکھون مین اونکی فتنہ سازی
دیتے ہین وہ کیا پری کو بازی

اور مرد جوان سے کیا کرینگے
مارینگے یا رہا کرینگے

داستان پیکار جوان جبار با یکہزار سوار و کشتن بسیار و شہید شدن آخرکار از فریب عداے ناپکار

ساقی کئی دن کا ہو مین پیاسا
کسطرح بتا جیون مین پیاسا

دے آب زلال کے پیالے
مین اب نہ ٹلون گا تیرے ٹالے

عاشق کی لکھون مین تا شہادت
لکھنا یہ نہین کم از عبادت

حضرت کو سنائی جب زبانی
بوبکرؓ نے یان تلک کہانی

فرمایا رسول نے کہ اسدم
ہے نصف ہمارا درد سر کم

ہے نصف سے بلکہ اور کم اب
شافی نے جو چاہا جائیگا سب

بوبکرؓ نے پہر کہا بیان کر
کسجا اترا وہ جا کے لشکر

صدیقؓ نے تب کہا نبی سے
عورت نے جو دیکھا لشکر آتے

شوہر سے کہا کہ ہو خبردار / آتی ہے عقب مین فوج جرار
دیکھا جو جوان نے جوش کین سے / مہ کو تو اوتارا چرخ زین سے
خود لیکے کمان اور تلوار / لشکر پہ پڑا وہ مرد جرار
کرتا تہا مثال برق ہر سو / تلوار لگاتا تہا وہ بررو
جس فرق پہ ہو پڑی اوسکی تلوار / ٹکڑے ہوے چار اسپ و اسوار
اک ہاتھ مین دو کیا تہا تن کو / چہوڑا تہا نہ تیغ و تیغ زن کو
وہ تیغ تھی شعلہ بار بجلی / گرتی تہی جو بار بار بجلی
مانند شعاع مہر رخشان / کرتی تھی نگاہونکو پریشان
دو رویہ جو اوسکی دہار ہوتی / ہر چرخ و زمین کے پار ہوتی
رہتی تھی ہمیشہ در تگ و تاب / ہر دم تہی طپان بسان سیماب
زندون کو سلادیا تہا اوس نے / سوتونکو جگادیا تہا اوس نے
اژدر تھی کہ موسوی عصا تھی / شمشیر بلا تھی یا قضا تھی
مارا کبھی پشت گاہ اعلی / لشکر کیا اوس نے زیر بالا
سینہ پہ پڑی تو پشت کاٹی / سر پہ جو گری رکاب جا چاٹی
گھوڑا چہوڑا نہ اوس نے کالا / کمبل کو بنا دیا دوشالہ
اک وار مین سو تڑپ دکھائی / نکلی بر سے جو سر سے آئی
جس سمت گرا وہ مرتضائی / صفدر کی سنی او دہر دہائی
حیدر کیطرح جدہر وہ ڈپٹا / سر توٹا کسی کا پاؤن رپٹا
کیا اک نے ہزارون کو بہگایا / پیدل نے سوارونکو گرایا

جب ایک نے تین سو کو مارا
ہر ایک نے الامان پکارا

دم لیکے وہ پھر گرا دلاور
اعدا پہ برنگ برق مضطر

پھر تیغ کو کھینچکر دوبارا
اوس شیر نے تیس تن کو مارا

جب تیغ قلم ہوئی تو بھالا
جرّار نے ہاتھون مین سنبھالا

پھر بندکمر کو خوب کس کے
سینون مین لگایا چند کس کے

یون نیزا وہ تن کے پار نکلا
صابون سے کہ جیسے تار نکلا

وہ ٹوٹا تو لیکے تیز خنجر
تن سے کئے دور کتنونکے سر

اعدا جو لگے زیادہ مرنے
آپس مین لگے صلاح کرنے

یون مارا نہ جائیگا یہ یارو
تم تیغ فریب اِس کو مارو

چلکر یہ کہو کہ اے برادر
شمشیر کو تو نیام اب کر

جو تو نے کیا قصور بخشا
جو کچھ یہ ہوا فتور بخشا

کچھ کرکے ہم صلاح اب ہم
کردینگے ترا نکاح اب ہم

آداب سلام کرتے کرتے
پاس اوسکے گئے یہ ڈرتے ڈرتے

اوس شیر سے یہ شغال بولے
تو نے تو بڑے کمال کھولے

ہم صلح کو آئے ہین ترے پاس
اب سب کا نکر تو ستیاناس

جنکو مرنا تھا مر گئے وہ
جو زندہ رہے ہین ڈر گئے وہ

کرتے ہین نکاح تیرا اسدم
پر مہر مین مہر لینگے سو ہم

جھوٹون سے وہ راست باز بولا
اب باب دغا ہے تم نے کھولا

دانا ہون نہ دم مین مجکو لاؤ
یہ دام نہ اِس جگہ بچھاؤ

تم دل سے نہین ہو رام مجہ سے　　بس ہٹ کے کرو کلام مجہ سے

نکلا نہین حوصلہ تمہارا　　پر مکر سے ہے قافلہ تمہارا

نزدیک آنے سے اب ڈرو تم　　جو بات سہے دور سے کرو تم

مین جان گیا دغا تمہاری　　آنکہو مین نہین حیا تمہاری

عاجز ہو تو پہینکدو یہ ہتہیار　　باندہو نہ کٹار ڈہال تلوار

گہیرو نہ فریب سے مجہے تم　　پہیرو نہ فریب سے مجہے تم

اللہ سے ڈرو نہ قول ہارو　　بڑہ بڑہ کے نہ مجکو تیر مارو

گرچہ ہون غریب بیچارا　　داماد نہین ہون کیا تمہارا

بابا کی نہ بہولو تم وصیت　　دو اونکی نہ روح کو اذیت

لوٹا ہے جو تم نے میرا گہر بار　　اوسکا نہین شکوہ مجکو زنہار

پر زوجہ نہ میری مجہ سے چہینو　　باز آؤ جفا سے او کمینو

داماد کو اسقدر ستانا　　لکہا ہے کہان ذرا بتانا

یہ سنکے کہا اونہون نے واللہ　　کاذب نہین ہم خدا ہے آگاہ

قسمہائے دروغ اعدائے بے فروغ

خلاق حمید کی قسم ہے　　اور عرش مجید کی قسم ہے

انجیل و زبور کی قسم ہے　　تورات کے طور کی قسم ہے

رنگ شب تار کی قسم ہے　　رخشندہ نہار کی قسم ہے

نخل قد یار کی قسم ہے　　گیسوئے نگار کی قسم ہے

ایام وصال کی قسم ہے
فرقت کے ملال کی قسم ہے

گفتار فصیح کی قسم ہے
انفاس مسیح کی قسم ہے

عالم کے یگانہ کی قسم ہے
ہر شیخ زمانہ کی قسم ہے

چشمان سیاہ کی قسم ہے
دلبر کے نگاہ کی قسم ہے

ترکی کے کمال کی قسم ہے
اشعار جلال کی قسم ہے

اب تجھ پہ ستم نہین کرینگے
اللہ کے خوف سے ڈرینگے

مانا تجھے ہم نے جان اپنا
تو جان سے ہمکو جان اپنا

مطلق نہین اب غبار دلمین
ہے مہر کا تیری تار دل مین

بگڑی کو بناؤ دو طرف سے
تالی نہ بجاؤ ایک کف سے

آتی بھی نہین نظر بدی کی
ہے ماش پہ جسقدر سفیدی

تو مان نہ مان ہم نے مانا
تو جان نہ جان ہم نے جانا

تلوار کو ڈال اور قریب آ
اے یار وانیس اے حبیب آ

آتا نہین کیون شکیب تجھکو
دیتے نہین ہم فریب تجھکو

پچھتاتے ہین ہم تو آپ دل مین
شرماتے ہین ہم تو آپ دل مین

اسبات سے خود ہین ہم پشیمان
یعنے کہ ستایا اپنا مہمان

کھائی ہے ہزار ہمنے سوگند
پھر بھی رہا خوف کا تو پابند

اقرار کو جو نہ جانے سچا
وہ قول وقسم مین خود ہی کچا

باقی رہی کونسی ہے سوگند
جسکو کرین کھاکے تجھکو خورسند

مومن کو کفایت اک قسم ہے
کافر کو ہزار ہو تو کم ہے

یہ سن کے وہ سخت دل ہوا نرم
پرجوش سے زوجہ ہو گئی گرم

کہتی تھی کہ ہائے کو نہ اندیش
زنہار نہ رکھیو اک قدم بیش

دانستہ ترا انکے دم مین آ تو
واللہ نہ انکے پاس جا تو

دانا نے کہا ہے اے دلاور
گر جنگ مین تو قسم نہ باور

مت مان حریف کی قسم کو
کرتا ہے وہ دم مین لا نعم کو

ساری یہ فریب کی ہین باتین
ہے قتل کی تیری سب یہ گھاتین

کمزور نہ جان خصم کو تو
مارے گا وہ تجکو پاکے قابو

واقف ہو نہین خوب انسے پیارے
ہین تشنۂ خون تیرے سارے

کب مور مین مار مین ہے اسطور
تجھ سے انہین دشمنی ہی جسطور

ٹہکا وہ تو پھر رقیب بولے
ابواب فریب و مکر کھولے

اے شیر نہ مان امر زن کو
کیا جانے وہ مردونکے سخن کو

رکھ یاد یہ دل سے قول مردان
جان رکھتا ہے مثل جسم انسان

آخر کو وہ نوجوان جرار
پاس اوسکے گیا نہ لیکے ہتھیار

برنا تھا فریب کھا گیا وہ
نامردون کے دم مین آگیا وہ

جاتے ہی اونہون نے اوسکو مارا
سر سے کیا پانون تک دوبارا

ہر بند کیا جدا بدن سے
ہر عضو کو کاٹا اوسکے تن سے

کھا کر قسمین مکر سے گئے وہ
کذابون مین نام کر گئے وہ

آتش سے جلایا اوسکا جامہ
رکھی نہ عبا نہ وہ عمامہ

موقع جو حرامیون نے پایا
گھوڑیکو حلال کرکے کھایا

اسباب جوان کا جبکہ چھانٹا — تھوڑا تھوڑا ہر اک نے بانٹا

پھر ایک گڑھا نظر جو آیا — اسمین مقتول کو چھپایا

قصہ اوسکا جو کر چکے پاک — دختر کیطرف چلے وہ بیباک

ہاتھ اوسکا پکڑ کے سب ستمگار — کہنے لگے اوٹھ کھڑی ہو بدکار

کی کس سے تھی تو نے ہمنشینی — بیسر ہے تو اے بریدہ بینی

اب زندہ تو گھر کو جائیگی کیا — ہمچشمون کو منہ دکھائیگی کیا

دشمن ہے تو سارے خاندانکی — بیشک ہے تو ننگ خاندانکی

لازم نہ تھا اسے بریدہ گیسو — بھائی سے کالا منہ کرے تو

تو مین شب برات نکلی — کیا خوب لگا کے گھات نکلی

اس چھوٹے سے سن مین یہ ڈھٹائی — یا رب جہان تیری دُہائی

لڑکی ہو کنواری اور یہ شوخی — یہ عمر یہ خواری اور یہ شوخی

کیا تو نہ ڈری سیاہ شب مین — کیا تو نہ مری سیاہ شب مین

نکلی تو اکیلی گھر سے کیونکر — باہر تو ہوئی تھی در سے کیونکر

گر گھر مین تو ہوتی تھی اکیلی — آتی تھی نظر بلا حویلی

رکھتی ہے جگر تو کس غضب کا — ڈر تجکو نہ آیا ایسی شب کا

وہ رات نہ تھی بلا تھی کالی — اژدر کو تھی مات کرنیوالی

کیا رات وہ تار تھی کہ کالا — گھر گھر کا تھا بنگیا اوجالا

جس رات کا عکس بھی ہی تار — تو اوس مین ہو سنکے بنکے طیار

کس سے ترا پڑ گیا تھا پالا — جس نے یہ ترا جنون اوچھالا

وہ کون تھی کالی چہرہ والی — کھوی تھی سے منہ کی جس نے لالی
کہتا تھا پدر یہ اوسکا روکر — اچھا نہ کیا یہ تو نے دختر
اے کاش تو پیٹ ہی مین مرتی — تو خوار نہ ہمکو اتنا کرتی
رسوا کیا تو نے ہمکو دختر — مارے تجھے خالق ای بد اختر
ہم ہنستے تھے جنکو گھر مین جاکر — اب ہنستے ہین وہ ہمین رُلاکر
ہم جنکو تھے گفتگو بتاتے — وہ ہمکو ہین باتو مین اُڑاتے
کب تک تجھے ہم بتائین بیتی — کبتک تجھے ہم سنائین بیتی
جو ہونا تھا خیر ہو چکا ہے — کھو جانا تھا جسکا کھو چکا ہے
ہونی تھی جہان تلک خرابی — سو دیکھی تہ فلک خرابی
اب خیر سے اُٹھکر اپنے گھر چل — اے جان پدر نہ دیر کر چل
اس بات کو سنکے بے محابا — کی دخت نے عرض پیش بابا
اب رکھکے ادب کو برسر طاق — کہتی ہے یہ روسیاہ آفاق
گو مجھ مین دو صد ہزار ہین عیب — چھٹپن ہی سے بیشمار ہین عیب
پر جا ہو جو آپ گھر مین جاکر — شوہر پہ کرائین مجکو شوہر
یہ مجکو کبھی نہ ہوگا منظور — غمگین رہین آپ یا ہون مسرور
شوہر تھا وہی جو تمنے مارا — ہے غیر سے مجکو اب کنارا
اور دوسرے یہ کہ جاؤنگی تب — مقتول کا منہ دکھاؤگے جب
وہ دیکھنے کے قبر جاؤن گی مین — دوبارہ کہان پھر آؤنگی مین
دیکھی جو پدر نے دخت کی ہٹ — اوس قبر پر اوسکو لایا جھٹ پٹ

اک لقمہ اگر مین اوسکا کھاتا / کھاتے ہی اوسے عدم کو جاتا

کی عرض چچا سے مجکو اسدم / ہرگز نہین بھوکھ بیش اور کم

یہ کہکے مین اوسجگہ سے بھاگا / پر خوف سے تا سحر مین جاگا

دو روز کے بعد ایک نوکر / آیا مرے پاس پیٹتا سر

کہنے لگا جان اگر ہے درکار / ہو جاؤ فرار یہان سے سرکار

ورنہ ترا عم ہے سخت مکّار / چھوڑے گا نہ زندہ تجکو زنہار

آج اوس نے کہا یہ برملا ہے / داماد ہمارا نا سزا ہے

ہے اوسکو نہ جز قمار کچہ کام / شغل اوسکو یہی ہے صبح اور شام

یہ سیم و طلا جو مجہ سے لیگا / اک داؤ مین سارا ہار دے گا

عیّار شراب خوار ہے وہ / بدکار و جفا شعار ہے وہ

مین دونگا نہ ہرگز اوسکو دختر / دونگا نہ زمین و نقرہ و زر

اور دخت کی آج اوس نے نسبت / بھائی کی بُہلا کے سب وصیت

اک اور سے کی ہے با دل شاد / حق آپکا اوسکو کچہ نہین یاد

اے شافع مذنبین بغفار / کرتا ہون یہ راست راست گفتار

نوکر نے سخن جو یہ سنایا / مین بید کیطرح تھرتھرایا

جانا کہ نہ ہوگا یہ عدو رام / کردے گا تمام ایکدن کام

وہ دشمن جان قریب اور دور / کرتا تھا بدی سے میرا مذکور

ہر جا مجھے کرتا تھا وہ بدنام / بیجا مجھے دیتا تھا وہ الزام

زہر اوس نے مجھے دیا کئی بار / تھی زیست جو ہوگیا مین ہشیار

جب اوس نے کیا مجھے بہت تنگ | کرنے لگا مجھ سے ہر گھڑی جنگ
پہر سوجھا نہ جز فرار چارا | آخر کیا شہر سے کنارا
مین چھوڑ کے زاد بُوم بھاگا | تن بنگیا لاغری سے دہاگا
اک گانون مین جاکے کی سکونت | تکیہ سا بناکے کی سکونت
پہر لیکے دوات اور خامہ | اوس شب کو رقم کیا یہ نامہ

نامۂ سعد بسوئے جمیلہ بپارسی

اے بانی ظلم این چہ جور است | وے جور پسند وین چہ جور است
کز چشم حبیب دور ماندن | با خویش رقیب را نشاندن
دانی کہ ستم رسیدہ ام من | درد و غم و رنج دیدہ ام من
باپ تو کہ جور کرد با من | دشمن نکند گہی بدشمن
سم کردہ سہ بار در طعامم | تا گم شود از زمانہ نامم
چون زیست ہنوز بود باقی | دو چار سہ روز بود باقی
مردم نہ ز زہر زندہ ماندم | زان صدمۂ قہر زندہ ماندم
عزمش چو بقتل خویش دیدم | مسکن ز وطن برون گزیدم
تا زندہ بدہر باپ من بود | باپ تو چنین بپائے من سود
برگشت کنون بزر تمنّا | عقبیٰ بفروخت دست دنیا
پندار کہ حرص زر ندارم | بر لعل و گہر نظر ندارم
با باغ و سرائے حاجتم نیست | جز پاک خدائے حاجتم نیست

من می دهم و لیک آسان — دامان نزار دست ای جان
تا جان ز بدن نمیگزارم — زنهار بدگر نمی سپارم
داری چو نژاد از بزرگان — برگیر طرف ز کهنه گرگان
خواهی چو نشاط جاودان را — سوزان نه من برشته جان را
بگذر ز دو شوهر ار شود رام — بر طاق بنه سرش ز صمصام
تو حق منے منم حق تو — از من تن تو تنم حق تو
بگذار خیال باپ و مادر — افشان کف خاک بر برادر
زیبا است ترا نہ اے ستمگر — در زیست من کنی چو شوهر
خصم است نہ دوست است والد — از من کندت هر آنکه گمراه
از دین مگذر برائے دنیا — دایم نبود سرائے دنیا
سویم بنگر که سرورت ام — بپذیر سخن که شوهرت ام
هم از ز طفلی ایم دانی — چون دور شویم در جوانی
گر رفتن مکتب است یادت — وان معنی و مطلب است یادت
آن قول و قسم چو یاد داری — وان لا و نعم چو یاد داری
کف را بکفی زدن بسوگند — گه گریهٔ تلخ و گه شکر خند
از مدرسه چون بخانه رفتی — با من بد و صد بهانه رفتی
دشنام سبق گهی بخواندن — از مهر ورق گهی نخواندن
نظاره گهی ز چشم کردن — گاهے باشاره خشم کردن
از ناز گهی قرین نشستن — گه دور ترین ز کین نشستن

گاہے سرِ رہ ستادہ ماندن — تا ہر دو رویم بہر خواندن
یارانہ گہی ز دست لبستن — با شاخ گلی گہے شکستن
گہ دست ستم دراز کردن — دزدیدہ نگاہ باز کردن
خاموش شدن گہے ز گفتار — کاخوند نتا شود خبردار
یاد است کہ نیست ای پری زاد — شد محو اگر نمایمت یاد
گفتی نہ بس از ہزار سوگند — با غیر شوم نہ بی تو پیوند
یعنے نکنم بجز تو شوہر — ببرد چہ پدر سرم بخنجر
آن قول و قرار تو کجا رفت — وان دار ومدار تو کجا رفت
یا بازی کودکان بدان عہد — سوگند بگوئیمش کہ یا شہد
فرزانہ چہ خوش بگفت با من — سوگند کہ شد برائے خوردن
بے من نہ دمے قرار کردی — دستے نہ بہ ہیچ کار کردی
از خانہ نہ تا مرا بہ بردی — ہرگز نہ طعام و آب خوردی
یا ترس پدر بسینہ جا کرد — دل چاک کہ طعن اقربا کرد
یا جا ہبر رقیب خواہی — ہجر از من بدنصیب خواہی
از روز حساب گر بترسے — وز حشر عذاب گر بترسے
بر قول و قسم اگر خیال است — بر لا و نعم اگر خیال است
ز ہرم بچشان ز فرقت خویش — از تیغ الم مکن دلم ریش
کن دور خیال ما و من را — دریاب غریب بی وطن را
جانم ز غمت بلب رسیدہ — دل بی تو بچاک و خون طپیدہ

پایان نرسد شکایت من — چون ختم شود حکایت من
از خانہ بدر بشو خدا را — تنہا مگذار این گدا را
یک پیر زنے جوان ہمت — چون پور کند بمن شفقت
این نامۂ من نزار ساند — بویم بتو چون صبا رساند
تا پاسخ من کنی نہ تحریر — تا راست سخن کنی نہ تحریر
خون من بے جگر خوری تو — زین بیش طعام گر خوری تو
تا حال ہزار گفتگو ہست — در سینہ کمال آرزو ہست
لیکن بسلام تو کنم ختم — این نامہ بنام تو کنم ختم

قول مصنف

بُد پیر زنے شکستہ حالے — سعدش ہمہ گفت قیل و قالے
چیزے بکفش نہاد و نامہ — اُو رفت بصفحہ ہمچو خامہ
آخر بہزار حیلہ آمد — پوشیدہ بر جمیلہ آمد
آن نامہ نہاد بر کف اُو — بنوشت چنا جواب مہرو

پاسخنامۂ جمیلہ بسوئے سعد

اے عاشق بیقرار و مضطر — دے سنگ فراق خوردہ بر سر
تا نامۂ تو رسید پیشم — مرہم شدہ بہر سینہ ریشم
گفتی ہمہ راست آنچہ گفتی — معنی ہمہ چون گُہر بسفتی

باطل نبود نوشتن تو
ضایع نشود نوشتن تو

عهد است همان که با تو کردم
قول است بجان که با تو کردم

زنهار ازان قسم نگردم
آرے که ازان نغم نگردم

پیوند منت خدا نمود است
هر چند پدر آبا نمود است

در منزل تو رسید می چون
از خانه برون دوید می چون

هر سمت ستاده دشمن جان
چشمی بدری نهاده دربان

تنهانه منم بکاخ دربند
همکرده پدر نظر بند

بیگانه صفت پدر مرا بست
پایم بسر و سرم بپا بست

الا بهزار پاسبانے
پیش تو رسم بشب نهانے

دینار هزار چون گل سرخ
بیداغ تمام چون مل سرخ

بهر تو بدست پیرزا لے
بفرستهام اے شکسته حالے

یک اسپ که مثل برق جو شد
چون رعد بهر قدم خروشد

پایش بزمین چنان بیفتد
کز سم نه بره نشان بیفتد

راهے که رود خبر نیاید
جز گرد تنش نظر نیاید

در دست بیار د بعد از ماه
خود را برسان بگلشن شاه

تا نیم شبی بباغ بنشین
بے مشعل و بے چراغ بنشین

پیش تو رسم نهفته در شب
بربسته زبان ز حرف مطلب

لیکن پس نیم شب بگلشن
آتش بنما چو روز روشن

تا دست رسد بشب نشانت
آید بنظر ره مکانت

زنهار مدان که بی‌تو شادم — آید نه وصال تو بیادم
دارم ز غم تو غم فراوان — جیب است دریده چاک دامان
دانم که بغیر تو بمیرم — لیکن چکنم که چون اسیرم
هر خویش من ارچه دشمن تست — بربسته کمر بکشتن تست
در باپ بکف گرفته شمشیر — خواهد که کشد ترا بتدبیر
الا سر من حوالهٔ تست — جان و دل و تن حوالهٔ تست
خواهی بگذار و خواه بفروش — من از تو شوم دگر مکن جوش
تا جان بتنم قیام دارد — عشق تو بدل مقام دارد
از شوق بخوان نوشتهٔ من — سوزان نه دل برشتهٔ من
بر وعدهٔ خود برسم هر فن — آنجا که نشان نموده ام من
بگذشت کنون زمان هجران — زین پس نکنم بیان هجران
صد ره برسد سلام و آداب — زین زار و نزار رو بهم ز احباب
چون نامه تمام شد زن بیم — بگرفت بدست خویش چون تیر
در مسکن من رسید و درد ان — آن درهم و نامه با دل شاد

اردو

پہونچا جو مجھے وہ نامہ عیش — عشرت سے بدل گیا وہ سب طیش
فی الفور سمند تیز رفتار — دیگر لیا اک ہزار دینار
پھر تنگ و ستام سے سجایا — اور ساز و لجام سے سجایا
خدمت سے کیا دو چند تیار — آگے سے بڑھا وہ اور رہوار

داستان رفتن سعد بسوئے جمیلہ و گریختن ایشان از مسکن خویش

ساقی ترے در کا ہون سوالی — لا اب کے شراب پرتگالی
دے مجکو پیالے پر پیالا — پورا کرون تاکہ یہ رسالا
یون راوی گلفشان ہے لکہتا — اس باغ کا باغبان ہے لکہتا
یعنے وہ جوان نیک کردار — کرنے لگا پہر بنیؐ سے اظہار
اے رہبر خلق تینتس جب دن — پورے ہوے گنتے گنتے پل چہن
تب مینے لگائے چارون ہتہیار — ترو پین و تفنگ و تیر تلوار
اور ڈہال کو پشت پر سجاکر — نیزہ کف دست مین اُٹہاکر
پہر لیکے زبان سے نام غفار — اسوار ہوا بہ پشت رہوار
جس باغ کا تہا نشان لکہا — پہونچا چپکے سے مین اوسی جا

در ذکر باغ

اک باغ کہن خراب برباد — تہا جس سے کہ شہر دور آباد
ویران تہا پڑا وہ مدتون سے — اُجڑا ہوا تہا وہ مدتون سے
انسان کی اوس مین بو نہین تہی — ہر جا پہ تہی غار جو نہین تہی
تہی زاغ کی ہر شجر پہ قین قین — بلبل کی جگہ زغن کی چین چین
پہولون کی جگہ سے تہے خار برپا — مکڑی کے تہے جالے غنچونکی جا
شاخونکی عوض شجر مین کالے — لٹکے تہے ہزار پیچ ڈالے

ہر نخل پہ سر سے لیکے جڑ تک | لپٹی تھی بجائے پوست دیمک

میوہ کی جگہ لگے تھے زنبور | گون گون کی صدا سے کہتے چل دور

پتے تو نہ تھے کسی شجر پر | تھے ایسے وہ جیسے مرغ بے پر

بابل کا کنوان کہ باؤلی تھی | بادل کا دہوان کہ باؤلی تھی

اک اوس مین تھا ایسا نخل شہوت | جیسے کہ لٹک رہا ہو ہاروت

تھی غار پہاڑ کی خیابان | اور صحن تھا مثل دشت ویران

ہر چاہ تھا اوسکا چاہ رستم | ہر خشک بشر کا دیکھکر دم

اک چاہ کے پاس جب گیا مین | پیپل کے جڑون سے لگ رہا مین

عورت سے اب آگے حال پوچھین | خوشبو سے ہوا جو قال پوچھین

کسطرح وہ گھر سے باہر آئی | اور شہر کے در سے باہر آئی

اوس دختر سے پہر جناب سرور | کہنے لگے اے خجستہ پیکر

اب آگئے تو اپنا خود سنا حال | جو کچھ گذرا ہے سب بتا حال

تسلیم سے سر جہکا کے دختر | کہنے لگی اے شفیع محشر

حال زبانی دختر یعنے جمیلہ

لکھی تھی جو بیٹے آنے کی رات | تھا میرا بیاہ بھی اوسی رات

آئی تھی برات کر و فر سے | باجے گاجے سے شور و شر سے

ہاتھی گھوڑے شتر اور استر | اتنے کہ شمار سے تھے باہر

زر اتنا دیا انہون نے آکر | محتاج جو تھے ہوے تونگر

اک صاف مکان مین اوتارا | لشکر وہ براتیون کا سارا
مشاطہ نے مجکو پہر دیا غسل | دل کہول کے مینے بہی کیا غسل
بیٹنے کو ملا مرے بدن پر | اور عطر لگایا سارے تن پر
پہر ہاتہ مین میرے باندہا کنگنا | اور پاؤن سے مینے اڑا کوزرا
پہنائی پہر اک نفیس پوشاک | جسکو کہ کتان ہو دیکہکر چاک
افشان سے سجا کے میرا چہرا | پہر باپ نے باندہا سر پہ سہرا
پہر گالا بہی جتنا ئی دائی | جو جمع تہین اپنے اور پرائی
گاتی تہین سدا سہاگ کی گیت | لیتے کہ بنے بنی مین ہو بیٹ
لڑکا کوئی بنکے ناچتی تہی | کوئی تن تن کے ناچتی تہی
جاتی تہی کوئی اچہل اچہل کر | بہیس آتی کوئی بدل بدلکر
ڈہولک کو کوئی بجا رہی تہی | ڈہریکو کوئی اڑا رہی تہی
بہروپ کا رنگ تہین دکہاتین | جوبن کی امنگ تہین دکہاتین
طاؤس صفت کوئی جہکی تہی | بڑہکر کوئی آگے کودتی تہی
ترانا تہی کوئی ترانہ گاتی | ٹپا کوئی ٹپے مین سناتی
زنگولہ سنا رہی تہی زنگن | اور گیت فراق کی فرنگن
مستی کو بہا کے آئی کوئی | سرمہ کو لگا کے آئی کوئی
پہولونکا کسی نے ہار پہنا | سونے کا کسی نے سارا گہنا
زلفون کے دکہائی کوئی کالے | عاشق کے جو ڈسنے کو تہی پالے
کالونکے دکہا کے گوشوارے | جوشن نے کسیکے جوش مارے

اک چاند کو چاندنین لاتے
جھومر کوئی جھوم کر دکھاتے

بڈھیا کہ جوان یا کہ بالی
بیتے بالی سے تھی نہ خالی

مہندی کوئی پاؤنمین لگاکر
پازیب کو زیب پا بناکر

انداز خرام خوش دکھاتی
ٹھوکر سے دل و جگر ہلاتی

لیتی تہین وہ میری سب بلائین
مین بہتی اونکی سب جفائین

مان لیکے بلائین پیار کرتی
خالا سولہ سنگار کرتی

پہر صحن مین سائبان لگایا
اوس جادو لہا کو لا بٹھایا

اور ساتھ ہی آیا اوسکے قاضی
رشوت سے کیا تہا جسکو راضی

دولہا کو جو ہمقرین بٹھایا
عضر سے بدتر اوسکو پایا

کالا تہا رنگ خرس چہرا
اور سانپ کی آنت اوسکا سہرا

دو دانت تھے ایسے منہ سے باہر
ہون خوک کے جیسے منہ سے باہر

ناک اُسکی ازل سے تھی بُریدہ
تہا صُلب پدر مین قد خمیدہ

ڈھیلے آنکہونکے بدنما تھے
صورت مین بہم جُدا جُدا تھے

ڈُباڑہی جو نہ تھی تو حیز تہا وہ
بیشک پسر کنیز تہا وہ

گردن تھی سبوچۂ شکستہ
شبکوری کی ٹھوکرون سی خستہ

دم باد سموم کا تہا جہونکا
تہا داغ برص نے سینہ روکا

کسطور اوبہرتا اوسکا جوبن
اٹہراہ کے مارے خشک تہا تن

کالا تہا وہ دیو سر سے تا پا
زشت ایسا نہو گا کوئی اصلا

وہ بیچ جو نظر کسیکو آئے
غش کہاکے گرے جو مر نہ جائے

بس دیکہکر اوسکو ڈر گئی مین — گویا جی سے گذر گئی مین
اتنے مین خسر نے آکے پوچھا — والد کے قریب جا کے پوچھا
اب عقد مین دیر کیا ہے باقی — موجود ہے شیشہ اور ساقی
جب اوسکی سنی یہ مین نے آواز — مادر سے کیا یہ حیلہ آغاز
جتنے ہین سہلیان مرے آج — آئی ہین وہ سنکے بیاہ کا کاج
مطلق نہ کیا مزاج سے مینے — ہر اک کو بلایا آج سے مینے
آئی نہین لیک دخت اوستاد — اسواسطے دل ہے میرا ناشاد
وہ باعث تپ نہین ہے آئی — لینے کو گئی تھی گرچہ دائی
چلسکتی نہین وہ اک قدم بھی — مہمان ہے تین چار دم کی
اے مادر مہربان اجازت — دے بہر خدا اسپئے عیادت
ہٹ کرکے شتاب آونگی مین — کہانا یہین آکے کہاونگی مین
لیجائیگا ورنہ شوہر اکبار — تڑکے ہی کرا کے مجکو اسوار
سورج کی طپش بہت بڑی ہے — ہان دہوپ اساڑ کی کہڑی ہے
ٹہنڈے ہی چلین گے چلنے والے — تا پاؤن مین پڑ نہ جائین چہالے
وہ بولی کہ جاؤ جلد آنا — زنہار نہ دیر وان لگانا
ہے عقد کا اب قریب تر وقت — آنا مری جان جلد بروقت
کچھ کہانے کو لیکے مین سدہاری — دائی چلی ساتھ حق کی ماری
کچھ تہوڑی سی دور جا کے بولی — مین غصہ کا منہ بنا کے بولی
کیا یاد ہے میری ہائے افسوس — کیا عقل ہے میری وائے افسوس

اس یاد کے سر پہ لاکھ پتھر ۔ اس عقل و ہنر پہ لاکھ پتھر
دائی نے کہا بتاؤ کیا ہے ۔ کیون غصہ مین چہرہ آپکا ہے
مینے کہا پھر دخت آخوند ۔ مادر نے درم دلائے تھے چند
سو بھول مین اونکو گھر مین آئی ۔ تو دوڑ کے جلد لادے دائی
مین بیٹھی تھی جس جگہ وہین ہین ۔ جلد آنا پلٹ کے ہم یہین ہین
واپس ہوی گھر کو سنکے دائی ۔ اور باغ کو مین ہوی ہوائی
گو باغ شہی تہا شہر سے دور ۔ پر مین بھی اڑی برنگ کافور
لکھ بھیجا تہا اسکو سو نہ جانا ۔ آتش پس نیم شب جلانا
سو اس نے میان صحن گلشن ۔ کر رکھی تھی آگ خوب روشن
مین جان کے اوسکو شعلۂ نور ۔ موسی کیطرح چلی سوئے طور
سر پاؤن پر اسکے جا کے رکھا ۔ حال اس سے نہ کچھ چھپا کے رکھا
رونے کی گھٹا پھر ایسی چھائی ۔ گلزار مین نہر اک بہائی
رو رو کے ہوے جو ہم بغلگیر ۔ روتا تہا فلک ہوی یہ تاثیر
کچھ دیر مین آیا جب مجھے ہوش ۔ تب مینے کہا اسے کہ خاموش
رونے کا مقام یہ کہان ہے ۔ سونے کا مقام یہ کہان ہے
دشمن ہین ہزار ہا عقب مین ۔ پھرتے ہین ہماری وہ طلب مین
اب بیٹھ سمند تیز پا پر ۔ رہتا ہے سوار جو ہوا پر
ہم دونون غرض بہ پشت توسن ۔ جا بیٹھے اٹھا کے اپنا دامن

در وصف اسپ

گھوڑا تھا برنگ نقرۂ خام
تھی وسعت چرخ اوسکی اک گام

گر شرق سے غرب کو وہ جاتا
خورشید سے پہلے واپس آتا

چابک کبھی کھایا تھا نہ اوس نے
ایسا کبھی پایا تھا نہ اوس نے

ساتھ اوسکے جو ریل دوڑ کرتی
دم لینے کو چند جا ٹھہرتی

پہونچے سو کوس صبح تک ہم
ٹھہرے نہ کہین بھی بیش اور کم

سورج جو چڑھا تو تھوڑا کھاکر
پھر وان سے چلے عنان اٹھا کر

دو روز مین مکہ آکے پہونچے
رنج و راحت اُٹھا کے پہونچے

تھا روم کا عزم دل مین ٹھانا
بے اوسکے کہین نہ تھا ٹھکانا

ہم مکہ سے جبکہ باہر آئے
ہر اک کی نگہ سے بچکر آئے

دو چار ہی کوس پر گئے تھے
کچھ اس سے نہ بیشتر گئے تھے

دیکھی جو اٹھا کے مین نے گردن
آتے دیکھی سوار دشمن

جاسوس فرس اڑاتے دیکھی
جتنے تھے براتی آتے دیکھی

ہاتھو مین برہنہ سب کے شمشیر
بھالے خنجر کمان اور تیر

سینے جو وہ دیکھی فوج جرار
شوہر سے کہا کہ ہو خبردار

لیکر وہ سراغ پائے توسن
دیکھہ آتے ہین اک ہزار دشمن

آتے ہین ہمین ہلاک کرنے
ان زندو نکو زیر خاک کرنے

اس نے یہ کہا کہ اے مری جان
کچھ قتل مرا نہین ہے آسان

ہین گرچہ او دس ہزار دشمن
اون سبکی اڑاؤنگا مین گردن

جائے اگر ان سے ایک بچکر
تو مجکو نہ کہنا اپنا شوہر

یہ کہہ کے جوان نے جوش کین سے / مجکو تو اوتارا پشت زین سے
خود لیکے حسام اک شرر بار / جا کر گرا اون پہ صورت نار
دس بیس کو تیغ سے گرایا / دو چار کو نیزہ سے اٹھایا
اک حملہ مین تین سو کو مارا / ہر اک نے پہر الامان پکارا
ازبسکہ وہ سارے تھے دغائی / قسمین کہا کہا کے کی صفائی
دہوکا دےکے جوان کو مارا / کر ڈالا بدن کو پارا پارا
مارا گیا یہ دلیر جسدم / اوسدم کا بیان کرون مین کیا غم
دنیا ہوی مجکو جائے ماتم / آتا تہا نظر سیاہ عالم
آخر مجہے زیست ہو گئی بار / جینا ہوا بے جوان کے دشوار
ٹہانی دلمین جہان سے جاؤن / اب باپ کے گہر نہ یان سے جاؤن
خالق سے دعا یہ کی کہ غفار / تو مجکو چہپا دے میرے ستار
تامر کے وصال سعد پاؤن / فردوس مین ساتھ اسکے جاؤن
رو کر جو کیا دعا کا آغاز / تن سے کی مرغ جان نے پرواز
ہم دونون ہین اب میان جنت / کہتے ہین ہمیشہ عیش و عشرت
سرور نے کہا کہ دخت رعنا / جینے کی ہے دلمین گر تمنا
تو حق سے کرون دعا کہ دادار / پہر عمر تو بخشش ان کو اکبار
دونون نے یہ عرض کی کہ سرور / دنیا سے ہین ہم جنان مین خوشتر
ہر چیز کا اوس جگہ ہے سامان / خدمت مین ہین حور اور غلمان
دنیا مین بجز غم و مصیبت / دیکہا نہ کبھی زمان عشرت

ہے باغ جہان جان کے آگے — خس جیسے ہو آسمانکے آگے
اب اس سے زیادہ اور کیا ہے — بڑھکر کوئی اس سے کیا مزا ہے
اللہ رے یہ نصیب اپنے — بیٹھا ہے نبی قریب اپنے
دیکھا ہمنے خدا کا پیارا — پہر کس کا کرینگے اب نظارا
اب اور نہین ہے ہمکو مطلوب — جب حق نے دکھایا اپنا محبوب
خواہش ہے یہی دلومنین اسدم — پہونچاؤ جہان سے آئے ہین ہم
جنبش مین جو لب نبی کے آئے — پہر دونون وہ گور مین سمائے
دنیا سے سوئے جنان سے گئے پہر — آئے تھے جہان سے وان گئے پہر
افکار جہان سے ہوکے بے غم — رہتے تھے ہمیشہ شاد و خرم
تھے سیر کنان بباغ جنت — پیتے تھے مئے ایاغ جنت
اسلام کا نور جب سمایا — پہلے سے دو چند رتبہ پایا
پہر حکم رسول کا جو پایا — اوس قبر کو یارون نے بنایا
مانند مزار اہل اسلام — قبلہ کیطرف بعزو اکرام
اس کام سے جبکہ پائی فرصت — تشریف حرم مین لائے حضرت
کہنے لگے دوستون سے حضرت — ہو جسکو کہ درد سر بشدت
یہ قصہ سنے گا گر سراپا — شافی نہ دکھائیگا سر اوسکا
اصحاب جو درد سر مین پاتے — اس قصہ کو سنتے اور سناتے
یہ معجزا جسکو پہر سنایا — ایمان وہ اوسکو سنکے لایا
کیا سعد و جمیلہ کا ہوا کام — اللہ کرے سب کا ایسا انجام

یارب برسان ز تربگی زار ۔ بر روح نبیؐ درود صد بار
اور آل و صحابہ نبیؐ پر ۔ ہو میرا سلام تا بہ محشر
ساقی ہوا ختم اب تو قصہ ۔ باقی ہے جو مئی مین میرا حصہ
کر مجکو عطا کہ ہو کے سرشار
لکھ ڈالون مین خاتمہ کے اشعار

در خاتمہ کتاب گوید

مین لکھ چکا جبکہ یہ فسانہ ۔ مشتاق تھا جسکا سب زمانہ
کی تھی نہ ابھی نگاہ ثانی ۔ ویسی ہی دھری تھی یہ کہانی
یاران کہن نے از رہ ذوق ۔ مجھ پر ظاہر کیا دلی شوق
خط پر مجھے خط ہزار بھیجے ۔ اکبار نہ چند بار بھیجے
لکھا کہ مسودہ کو بھیجو ۔ وہ مُشک نہین ہے جو نہان ہو
یارون نے زیادہ کی جو عجلت ۔ مینے بھی نہ مانگی اون سے مہلت
یعنے کہ کیا وہین روانہ ۔ بے صاف کئے ہی یہ فسانہ
آتا ہے مجھے خیال اکثر ۔ دوبارہ نظر ہوی نہ اسپر
اے صاحب عقل و فکر والا ۔ ہو اس مین خطا اگر کسی جا
تو بہر خدا معاف کرنا ۔ یا کلک عطا سے صاف کرنا
جب نام کی فکر دلمین آئی ۔ ہاتف نے نوید یہ سنائی

پُر درد ہے سب کلام اسکا — رکھ نغمۂ درد نام اس کا
ہے نام کا نام سال کا سال — کیا نام نیا ہے کیا نیا سال
یارب رہے میرا یہ فسانہ — قایم رہے جب تلک زمانہ
اشعار گنے جو میں نے لکھ کر — بارہ ہوے سات سو سے کمتر

اے کلک نہ اسقدر ہوس کر
اب ختم ہوا فسانہ بس کر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی جلال اختر معروف بہ فسانۂ عشق

سر جھکا اے قلم بحمد خدا	کر رقم نعت مین کہ صلِّ علیٰ
گلشن حمد افتخار سخن	گلبن نعت نو بہار سخن
چار یارون کو ایک قالب جان	مان ہر چار کو نہ ایک کو مان
خادم اہل بیت پاک ہومین	بلکہ پائے قدم کی خاک ہومین
میرے آقا ہین چار دہ معصوم	جو کہ دونون جہانکے ہین مخدوم

در مدح نواب نظام الدین خان جلال آبادی

مدح نواب ذیوقار کنم	گوہر نظم آبدار کنم
گلشن ہند را بہار ازو	چمن سند لالہ زار ازو
کفر گشت از گفش جفا برباد	کعبہ شد کین زمان جلال آباد
دست عدلش جفا ستم برکند	گرگ کز میش میخورد سوگند
میکند تکیہ برۂ پشت پلنگ	پنجۂ باز را بہ بت کلنگ

شہر با گاؤ و یار غار شد است | پشہ بر پیل شہسوار شد است
پائے کس زا نماندہ تاب مجال | کہ نماید سر خسک پامال
کف آن آسمان عز و وقار | زر بیارد چو بارش ابر بہار
قدر مغیث اندرین درگاہ | بود چون در زمان اکبر شاہ
بسکہ افشاند سیم و زر بر خلق | شد ز جودش فسانہ ہا در خلق
وقت بخشش نمیدہد زنہار | در کف کس درم بغیر ہزار
اسم پاکش نظام دین خانست | گو بشوکت فزون ز خاقانست
گر کنم ذکر پیشش ہند گور | تن رستم بلرزد اندر گور

در ذکر تصنیف این فسانہ و خطاب با ممدوح

دیر سے اپنی آرزو یہ تھی | آشناؤن سے آنکھ مگر یہ تھی
یہ قصہ لکھون مین اونکے نام | جن سے برتر ہو شوکت اسلام
اور فہم سخن کی طاقت ہو | ہر ہنر مین رسا طبیعت ہو
زینت نامہ نام ہو اون کا | شۂ معنی غلام ہو اون کا
فکر جب دل مین کی تو آئے یاد | والئ خطۂ جلال آباد
کہ نہین آج کوئی اونکا نظیر | وہ ہین بیشک امیر ابن امیر
لکھ کے لایا غرض مین یہ اشعار | نام پر تیرے اے بلند تبار
یہ کہانی ہنود کے قابل | نہ تھی اے خان عالم و عاقل
چرخ تا بر زند دف زرین | نوبت تو بود بروئے زمین

در ستایش قاضی احمد شاہ عادل

قاضی خوش صفات والا جاہ — نام نامی ہے جنکا احمد شاہ

عدل سے اوسکے ہر رعایا خوش — فیض سے اپنا اور پرایا خوش

رہتا ہے دن مین اونکو داد سے کام — شب کو اللہ کی ہے یاد سے کام

حق رکھے اونکا تا ابد دل شاد — دولت و عمر و جاہ افزون باد

در وصف بعض احباب ذکر کالے شاہ صاحب

میرے ہین دوست اک بلند مقام — کہتے ہین کالے شاہ اونکو عوام

ناہیہ ہین وہ قیام رکھتے ہین — مجھپر الفت کا دام رکھتے ہین

اونکی مجلس کی کیا کرون تعریف — کہ ہے قاصر زبان دم توصیف

اک طرف بحث شعر خوانونکی — اکطرف چھیڑ نکتہ دانون کی

اکطرف نالہ عشق بازونکا — اکطرف ہالہ جان گدازون کا

اکطرف مہوشان کمان ابرو — اکطرف ہائے بند حلقۂ مو

قصہ خوانون کا اکطرف چرچا — جسکے سننے سے دل ہو بیکل سا

الغرض اونکی بزم مین سب یار — اک صدا سے برنگ نغمہ و تار

میری خاطر سبھون کو تھی منظور — ہین بھی ہر اک کے دلمین ستا مسرور

اونہین یارون مین اک حسین — جنکو احباب کہتے تھے رنگین

مجھ سے کہنے لگا میان ترکی | خوب لکھا فسانۂ دُرگی
رام ولچھمن کا وہ لکھا نامہ | لنگ جسکی ثنا مین ہے خامہ
راجۂ راجگان نابھے کے | اور پہر واسے لئے دوالے نے
جب سنی وہ کتاب نغز کلام | تمکو بھیجا صلہ بصد اکرام
اور شاہ سخن خطاب دیا | ماہ تابان کو آفتاب کیا
وہ فسانہ جلال و اختر کا | ایک شب تمنے جو سنایا تھا
اوسکو اردو زبان مین لکھو | عشقبازونکی شان مین لکھو
فارسی مین تو ہر چہار کتاب | گرچہ مشہور ہین بہند و دواب
ریختی کی زبان مین بھی لیک | چاہئے دو نہو سکین تو ایک
اونکی خاطر سے یہ فسانۂ غم | لکھا ہے راست راست حق کی قسم

در وصف عشق گوید

عشق نے لاکھون گہر تباہ کئے | اور بے جرم و بے گناہ کئے
ایسے ایسے جوان رعنا قد | جن کا ملتا نہین ہے اب مرقد
میکشو رند اور نمازی سے | مار ڈالے نگاہ بازی سے
ناوک عشق دل کے پار ہوا | مرگئے پر نہ وصل یار ہوا
بادشاہونکے بادشا صدہا | کر دئے اوس نے کوچہ گرد گدا
آفت عشق سے بچایا رب | اس سے محفوظ رکھہ سدا یا رب

آغاز داستان

کذب اس مین نہین خدا کی قسم — یون سنی ہے یہ داستان الم
کہ ہے نادون ایک شہر عجیب — بستا ہے کوہ ہماگسو کے قریب
مرد و زن اوسکے حسن مین یکتا — خوبروی مین اک سے اک اعلیٰ
حسن ایسا کہین نہین دیکھا — نہین دیکھا کہین نہین دیکھا
ہے اوسی شہر کی مثل مشہور — کہ بشر ہو کہ ہو پری یا حور
جاکے نادون سے پھریگا کون — خلد سے جو پھرے ہے ایسا کون
ہے سر کوہ شہر یہ آباد — آدمی زاد سب ہین حور نژاد
جا بجا سرد آب جوئی روان — ہر طرف طائران خوش الحان
لب دریا تھا اک مکان فقیر — آتے جاتے تھے وان صغیر و کبیر
تذکرہ ایک روز کا ہے یہ — تذکرہ کیا ہے ماجرا ہے یہ
چار شنبہ تھا آخری کسال — جمع تھے مردان خوش افعال
بیٹھے تھے اہل عیش با احباب — می تھی مطرب تھے اور چنگ و رباب
قصہ خوانی مین جو کہ تھے شاق — کہ رہے تھے فسانۂ عشاق
کوئی کہتا تھا حضرت فرہاد — فرقۂ عاشقان کے تھے اُستاد
کوئی کہتا تھا وامق و عذرا — عشقبازی مین سب سے ہین یکتا
قف. کوتہ ہوے ہین جو عشاق — اور کشتہ ہوے بہ تیغ فراق
کتنے تھے سب کے نام لے لیکر — اب نہین اونسا کوئی خستہ جگر

یعنے ایسا نہین ہے اب عاشق | ہو چکے جیسے پہلے سب عاشق
رگ لیلی کی فصد کہولین یہان | دشت مین قیس کا ہو خون روان
جسجگہ کرتے تھے یہ ذکر اذکار | بیٹھا تہا اوس جگہ کوئی خون بار
گو بظاہر تہا سر جہکائے ہوئے | پر تپ غم سے جی جلائے ہوئے
خون فشان چشم اور چہرہ زرد | عشق کی چوٹ سے جگر مین درد
لب پر آہ و فغان دم گفتار | خاک پر بستر اور رخ پہ غبار
سر ہلانا اگر بلائے کوئی | سہتے رہنا اگر ستائے کوئی
صبح اور شام روز اور شب کو | بے بلائے نہ کہولنا لب کو
بے بلائے نہ گرچہ بولتا تہا | پر جو بولا تو قند گہولتا تہا
تہا اگرچہ خیال کی صورت | پر سراپا کمال کیصورت
تہا بظاہر لباس تن میلا | پر نہ تہا اوس جوان کا من میلا
پڑہتا جاتا تہا شعر آہ کے ساتھ | گریہ کرتا تہا سر پہ مار کے ہاتھ
سب مین شامل و لے جدا دل مین | فرق جیسا کہ آب اور گل مین
سینہ ہر علم کا خزینہ تہا | گنج معنی کا وہ دفینہ تہا
پاک کینہ سے لیک نور سے پر | جس سے نکلین سخن کے صد ہا در
دیر سے تہا وہ نوجوان چپکا | جیسے ہو کوئی بے زبان چپکا
بول اوٹہا وہ سنکے یہ گفتار | بیٹہنے والون سے یہ کی تکرار
قیس و فرہاد گذرے ہین جیسے | اب بھی عاشق ہین سیکڑون ویسے
بلکہ اون سے ہین عشقباز سوا | شہسواران عشق مین یکتا

جب تلک ہے یہ خاکدان آباد / ہو گی ویران نہ عشق کی بنیاد
بند ہوتے نہین خدا کے کام / گم جہان سے نہوگا عشق کا نام
سنکے یہ ہمنشین ہوئے پر جوش / بولے بس لے گدائے خام خموش
کون فرہاد کی مثال ہے اب / قیس سا کون با کمال ہے اب
ختم اون پہ ہوا ترانۂ عشق / دونون عالم مین تھے یگانۂ عشق
کرتا ظاہر ہے ہمکو یہ مضمون / کہ کسی پر ہین آپ بھی مفتون
یون لگا کہنے وہ جوان زنہار / مین نہین ہون کسیکا عاشق زار
عشقبازون کا کب مین ہمسر ہون / لیکن اونکا کمینہ چاکر ہون
صاحبو عشق کا ہے نام بُرا / اسکا دانہ برا ہے دام برا
گرچہ ہر ایک تم مین دانا ہے / زور مردانگی مین یکتا ہے
عشق سے پر نہین شناسائی / آپ ہین سبکے سب تماشائی
عاشقون کو نہ آزماؤ تم / طعنے دیکر نہ جی جلاؤ تم
دل مین آتا ہے کچھ دکھاؤ مین / ماجرا عشق کا سناؤن مین
پر ہے ناموس کا خیال مجھے / ننگ ہے جان کا وبال مجھے
جذب دل ورنہ مین دکھا دیتا / عشق کا گُل ابھی کھلا دیتا
یہ سخن سنکے اوس سے بے تقصیر / پیر و برنا ہوے گریبان گیر
کہ دکھا ہمکو جو دکھانا ہے / گل کھلادے اگر کھلانا ہے
وہ جوان جتنی درگذر کرتا / طعن ہر ایک اوسیقدر کرتا
جسقدر وہ زبان کو کرتا بند / کھولتے یہ دہان حرف گزند

سرنگون جسقدر روہ زار ہوا
ہو کے ناچار اوس جوان نے کہا
تم سے ہی دو جوان دانا تر
چوک مین ہے برہمنون کا گہر
اک کہی دوسری سے یہ احوال
اوس جگہ پہر جو ماجرا ہو عیان
آکے وہ سربسر کرین اظہار
اوٹھے فی الفور وان سے دو دانا
ایک نے ایک سے کیا یہ کلام
نخل سے گر کے مر گیا وہ آج
خوب تہا وہ جوان رعنا قد
کر کے باہم یہ دونون شخص کلام
سنتی ہی ایک دخت گل اندام
عجز سے دست بستہ ہو کے کہا
مر گیا کون اوس کا نام تہا کیا
مر گیا یا ہے کوئی دم باقی
دونون جہوٹون نے پہر قسم کہا کر
آج اک دوست مر گیا اپنا
لوگ اوسکو جلال کہتے تہے

اوس پہ اوتنا ہی اک سوار ہوا
مانتے گر نہین تو اے بابا
جائین اسوقت شہر کے اندر
ہو کے استادہ اوسکی چوکہٹ پر
آج گہر گر مرا شجر سے جلال
اور باہم جو تذکرہ ہو وہان
تا کہ کہلجائین عشق کے اسرار
پہونچے اوسجا دیا تہا جسکا پتا
آج گم ہو گیا جلال کا نام
اس جہان سے گذر گیا وہ آج
تہا برنگ گل اوسکا عارض و خد
دم بدم لیتے تہے جلال کا نام
آکے مانند باد بر سر بام
تمنے آپس مین کیا کیا چرچا
نخل پر اوس جوانکا کام تہا کیا
مین رہی کیا برائے غم باقی
کہا افسوس اے پری پیکر
سینون پر داغ دہر گیا اپنا
نکتہ در باکمال کہتے تہے

سنتے ہی اس سخن کے وہ خون بار
گرتے ہی جان بحق ہوی تسلیم
اوسکے مرنے سے یہ ڈری دونون
مثل صرصر وہان سے بہاگے یہ
یاردن سے حال سب کہا آکر
اوس جوان سے کہا کہ واہ ای یار
بچکے قسمت سے پر سے چلے آئے
کیسا دہوکا دیا تہا تونے دغیر
کرتے تھے یہ جوان سے گفت شنید
مردہ سان لیک وہ رہا خاموش
مثل تصویر وہ نہ بولا جب
کھینچا اک نے ستم سے ہاتھ اوسکا
سر کے بل بڑے زمین
غم سے ہر اک کے اشک بہنی لگے
کہ مرا یہ جوان نیک سیر
عشق کا پہر تو اونکے شور ہوا
ہاتھ مل مل کے سارے روتے تھے
کوئی کہتا تہا مین ہون غم مین یون
ایک کہتا تہا گر نہین ہے جان

گر پڑی اوج بام سے یکبار
عشق کی اوسنے خوب کی تکریم
جیتے جی خوف سے مرے دونون
سایہ پیچہے تہا اور آگے یہ
جسطرح گر کے مر گئی دختر
کیا ہی تونے کیا تہا ہمکو خوار
پاؤن پر رکہتے سر چلے آئے
ہوتے ہم قتل آج بے تقصیر
تلخ اور ترش اور سخت وشدید
انکی خامی سے کچہ نہ کہایا جوش
تیز سب کے ہوئے ہوائے غضب
پس نہ اوٹہا قدم سے ہاتھ اوسکا
پہر تو پختہ ہوا وہ خام یقین
آہین بہر بہر کے سارے کہنے لگے
اوس طرف جبکہ مر گئی دختر
وسوسہ سبکے دل کا دور ہوا
خاص اور عام جان کہوتے تھے
زندہ مر جائے ایکدم مین یون ہی
دیکہتا کیون ہے جسطرح حیران

دیکھکر نبض اور مردم چشم کہتا تہا اک سے ایک از رہ خشم
کہ کیا تونے اس سے کیون اصرار مر گیا جسکے سننے سے یہ زار
کوئی کہتا تہا دور تر از عیب مینے دیکھا ہی جوان لاریب
کوئی کہتا تہا اسطرح عاشق جان کہوتا نہین مگر صادق
الغرض یہ خبر ہوی مشہور کہ مرا آج عاشق رنجور
بیٹھے بیٹھے ہی مر گیا وہ آج خلق مین نام کر گیا وہ آج
جمع وان مرد و زن ہوے آکر گریہ کرتے تھے اوسکی میت پر
اور یہان والدین دختر کے ساتہ دیتے تھے اوسکا مر مر کے
ہر دو سو تہا ہجوم خلقت کا تہا نمونہ وہ دن قیامت کا
خویش و بیگانہ اور تماشائی روتے تھے اون پہ بشکل غوغائی
بر سر نعش عاشق و معشوق ہوگئی جمع اسقدر مخلوق
کہ زمین پر قدم نہ آتا تہا اور آتا تو سر پہ جاتا تہا
جمع تھے اسقدر زن و مردم کہ ہوا سایہ بہی ہتہ پا گم
جب سنا یہ رئیس شہر نے شر پوچہا کیسا ہے شور شہر گہر گہر
آج نادون مین ہے غوغا کیون کو بکو ہو رہی ہے ہوہا کیون
دوڑتے پہرتے کیون ہین خاص و عام گرم فریاد کیون ہے خلق تمام
کیون ہے یہ حشر شہر مین برپا ہمکو اسکی خبر نہین اصلا
قصہ خدام نے بیان کیا رائے نے سنکے ہر کا نام لیا
آیا عاشق کی لاش پر روتا ساتہ اوسکے تہا ہر بشر روتا

قصہ کوتاہ دیکے غسل وکفن
لے چلے لاش جانب مدفن

جب بڑہایا قدم ہر ایک نے وان
کہ چلین لیکے سوئے گورستان

وہ جنازہ تہا جنکے بر سر دوش
اونکو پکڑا زمین نے ازرہِ جوش

پاؤن اونکا زمین سے اوٹہہ نہ سکا
گرچہ کرتے تھے شور اور غوغا

جتنا کرتے وہ زور و شور و فسون
جاتے نیچے تھے صورت قارون

اس سے ہر شخص کو عجب آیا
ہر کوئی اپنے جی مین گہبرایا

ایک دلانشور اوس ہجوم مین تہا
خاص تہا گرچہ وہ عموم مین تہا

نعش عاشق کی رکہکے کاندہے پر
لے چلا سوئے نعش سیمین بر

پہر تو سارے زمین سے چہوٹ گئے
جون مگس انگبین سے چہوٹ گئے

الغرض نعش عاشق و معشوق
دوش بر دوش لے چلی مخلوق

کہ کرین دفن و سوخت انکو شتاب
تا نہ نازل ہو آسمان سے عذاب

سب سے آگے تھی نعش سیمین بر
لئے جاتے تھے برہمن سر پر

اوسکے پیچھے تھی لاش شاہ جلال
بر سر مومنان نیک افعال

پیچھے پیچھے تھی مختلف اقوام
خاص تہوڑی تھی اور بہت تہی عوام

جاتے تھے زر نثار کرتے ہوے
بلکہ گوہر نثار کرتے ہوے

راجہ صاحب نے جو کہ تھے ہمراہ
سب کو ٹہراکے یون کیا آگاہ

کہ جلائین جہان تن دلدار
وہین دلدادہ کا بنائین مزار

قوم نے پہر سوختن لب جو
جاکے رکہی جو نعش دخت نکو

تو نہ پائی وہ نعش ارتہی پہ
خالی ارتہی وہ سب کو آئی نظر

جتنے تھے برہمن پریشان تھے — شکل آئینہ سب حیران تھے
نعش عاشق کی لیتے ہین آئی — جو وہان رکھی تھی یہان پائی
یعنے از حکم خالق مخلوق — تھے ہم آغوش عاشق و معشوق
لگئے اسطرح سے وہ باہم — جسطرح سے ہو صورت توام
اس خرابی کو دیکھکر وہ لوگ — کہتے تھے سوگ مین ہوا یہ سوگ
سرگذشت اپنی جاکے کس سے کہین — کب تلک ظلم آسمانکے سہین

داستان آمادہ پیکار شدن اہل اسلام و ہنو خواندن کلمہ طیبہ دختر بیجان از امر سبحان

دیکھا ہر قوم نے جو یہ انداز — کہ ہم آغوش دونون ہین جانباز
برہمن کہتے تھے نہ جائینگے — جبتک انکو ہم جلائین سے گے
اور مسلمان یہ کرتے تھے تکرار — کہ جلانے نہ دینگے ہم زنہار
آب طاہر سے کرکے پاک انکو — ہم دبا دینگے زیر خاک ان کو
ہوگئی رفتہ رفتہ یہ تقریر — پہونچی نوبت بہ خنجر و شمشیر
کھنچ گئی تیغ تیز دونون طرف — ہوگئی ایستادہ صف بر صف
رائے صاحب بھی پاسدار ہوے — یعنے اہل جفا کے یار ہوے
کف بکف ملتے تھے جوان دو سو — رام کہتا تھا ایک اللہ ہو

خم لگے ٹہو کنے جو پیر و جوان — اتنے مین اک فقیر آیا وہان
گرچہ ظاہر مین تہا بشر صورت — لیک باطن مین تہا خضر صورت
پوچہا اوس نے کہ لوگ جنگ و جدال — کرتے کیون ہین لگاکے تیغ او ڈہال
کہا درویش سے گذشتہ حال — جب گدا نے سنی یہ قیل اور قال
خدمت رائے مین یہ جا کے کہا — شاد رکہے سبہی خدا بابا
یہ غرض یقین مین فساد جو ہے — دلمین ہر قوم کے عناد جو ہے
آپ فرمائین تو مٹا دون مین — آگ بہڑکی ہوی بجہادون مین
رائے نے عرض کی کہ فرماؤ — رفع کس طور خرخشہ یہ ہو
یہ جو ہو جائے تو ثواب ملے — آپکو اجر بے حساب ملے
بولا درویش دختر بیجان — ہو کے زندہ بحکم رب جہان
یہ کہے گر کہ مین مسلمان ہون — شامل قوم اہل ایمان ہون
دفن کرنے نہ دینگے کیا پہر بہی — پوچہئے ہندؤن سے ٹہاکر جی
سنکے یہ قوم نے کیا اقرار — دختر مردہ گر کرے اظہار
مومنہ ہون کہ مین دل و جان سے — حق کے آگے گئی ہون ایمان سے
پہر نہ ہمکو ہو نعش سے سروکار — ہے تہہ دل سے سب کا یہ اقرار
سنکے یہ قول وہ خضر پیکر — آیا بالین دخت بیجان پر
پڑہکے دوگانہ اور کرکے دعا — کہا دختر سے اب بصدق و صفا
کہدے تو لا الہ الا اللہ — ہے محمد نبی رسول اللہ
عشق بتائے تجکو گر مسلمان سے — اور حصہ ملا ہے ایمان سے

تو نہ کر دیر اسکے کہنے مین | بات بگڑی ہے پچکے رہنے مین
آئی آواز نعش سے واللہ | کہ مسلمان ہون مین خدا آگاہ
کہتی ہون لا الہ الا اللہ | ہے محمد نبی رسول اللہ
کہا درویش نے کہ پہر اکبار | دے شہادت کہ خوب ہو اظہار
دوسری بار اور تیسرے بار | کہا دختر نے پہر پکار پکار
سبکے کانون مین وہ پڑی آواز | ہوگئے پہر تو دنگ فتنۂ ساز
اس کرامت سے ہوگئی حیرت | چہا گئی سب کے چہرون پر عبرت
دست بردار نعش اختر سے | عاقبت ہوگئے جو منکر تھے
اہل اسلام دیکے غسل و کفن | لائے لاشونکو بر سر مدفن
الغرض کرکے سارے فرض ادا | دفن دونونکو اک لحد مین کیا
دونون باہم تھے اک مزار کے بیچ | یار تہا یار کی کنار کے بیچ
کرکے پہر خرچ سیکڑون دینار | قبر پختہ بنائی گنبد دار
وان ہر اک قوم پہر تو جانے لگی | منتین ماننے چڑہانے لگی
ہوگئی خلق کو جب آگاہی | پائی جس نے مراد جو چاہی
دن جب آتا ہے چارشنبہ کا | ہوتا ہے اوس مزار پر میلا
جمع ہوتے ہین مرد و زن صدہا | ہے کوئی ناچتا کوئی گاتا
آتی ہر قوم ہے زیارت کو | پاک کہتے ہین اوس عمارت کو

ذکر رفتن ترکی بسوئے نادون

میں بھی ترکی گیا تھا وان اکبار ہے وہ بے شبہہ عشق کا دربار
عشق کا وان عجب ہے نور و ظہور مرد و زن حسن میں ہے صورت حور
لیک جیتا مجھے خدا لایا شہر نادون سے بچا لایا
ورنہ ہے کون چھوڑتا نادون ہے نمونہ بہشت کا نادون

در خاتمہ گوید

ترکیا ختم کر کلام کو اب کر وظیفہ خدا کے نام کو اب
جس سے کچھ عاقبت سنور جائے سخت منزل سے تو گذر جائے
مثنوی جب یہ ہو چکی تیار سال ہجری تھے تیرہ سو اور چار
دو صد و دہ و چل ہیں شعر تمام رکھا اسکا جلال اختر نام
بخشدے مجکو اے مرے غفار از پئے آل احمد مختار

ترک کیا بس قلم کو تھام لے اب
خالق دو جہان کا نام لے اب

تمت

قطعہ تاریخ طبع کلیات ہذا از نواب خواجہ حسین خان صاحب اثر خلف نواب دستگیر حسین خان شمس السلطان فخر الملک بہادر مرحوم تلمیذ مصنف دیوان ہذا

ترکی عالیمراتب شاہ اقلیم سخن — شاعر شیرین زبان معجز رقم جادو بیان
آفتاب برج معنی ماہتاب اوج نظم — رونق صبح فصاحت شمع بزم شاعران
جنکی استادی کا ڈنکا بج رہا ہے چار سو — کیا دکن اور کیا عرب کیا ہند اور کیا اصفہان
اونکا دیوان چھپکے نکلا ہے یہ باصد آب و تاب — یا نکل آئی ہے باغ خلد سے حور جنان
کیا رباعی کیا غزل کیا مثنوی اور کیا سلام — نور کے سانچے مین سب کے سب ڈھلے ہین بیگمان
ڈھنگ مومن کا کہین ہے رنگ ناسخ کا کہین — اور کہین ہے میر کی جادو بیانی کا سمان
ہے خوشا دیوان کہ مضمون ایک سے اونچا ہر ایک — ہر زمین شعر کہتی ہے کہین ہون آسمان
سر بسر لے اثر اعدا کا لکھدو سال طبع — فرحت افزا ہے کلام ترکی رنگین بیان

۱۵

ایضاً

نظم ترکی کی ہوئی جا نفزا ہے طبع سے — بلبلو مین آج اک غل ہے مبارکباد کا
لے اثر ... مصرع تاریخ طبع — خوب ب واللہ پھولا یہ چمن استاد کا

۲۲ — ۱۳

ایضاً

چھپا ہے حضرت ترکی کا دیوان — جو ہین ممتاز دربار سخن مین
لکھی از روئے بہجت مین نے تاریخ — بہار آئی ہے گلزار سخن مین

۱۴ — ۱۳

ایضاً

استاد کا دیوان جو چھپ کر نکلا — آنکھون مین پھرا تازہ چمن کا نقشا
تاریخ کا مصرع بھی شگفتہ ہے اثر — پھولا ہے گلاب باغ معنی گویا

۲۳ — ۱۳

ووی سخن کا مجھ سے سخنور کی سامنے ایسا ہے جیسے سحر بیمبر کے سامنے

صحت نامہ کلیات اردو مولانا ترکی

غلط	صحیح
تنک	
لنک	لٹکین
ہوا	کیا
رنگنی	زنگی
سی	مین
دیوار ودر	دیوا در
سرکا	سرکو
مختار	سرکار
جو	جون
بیروا	پردا
.	روزنہ
جیب	جیب
.	تھے
دوده	دوده
.	آکے
.	کا
تباہے	بناہے
جو	جون
تاکہ ہو	ہوتا کہ
.	پڑی ہی
امدی	اندہی
.	کہ
ہان	ہان
.	کہ
ٹبکے	تبکو
پسری	پہری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٧٦	٨	لینا دینا	دینا لینا
٧٨	٥	شب	بت
″	٦	جور	طور
″	١٤	جئن	جیبی
٧٩	١	بن	من ندیم بدبہر
٨٠	١٧	بحشان	بحبتان
٨٧	١	چاند	چاندنی
″	٥	بنی	سنتی تھی
٨٩	٥	مین	سب
٩٥	٨	جنا	جنان
١٠٢	٥	گرگر	گرگر